

فلسفہ تصوف کی تاریخ (

ہماعت

اہم الامام علی اللہ ولہی

کتاب خانہ رشیدیہ

کئی آبادی شاہدرہ علی
لاہور

بیت الحکمت، لاہور

إِنَّ وِلِيَّ اللَّهِ الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الْمُصَاحِبِينَ

ہمعات

از

حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی مؤسس النہضۃ الہندیۃ

امام الائمہ قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن جیل الدین العمری الدہلوی
نے حکمت کا مستقل سکول قائم کیا جو نہضت ہندیہ کیلئے بننے کا اساس ہے آپ
۱۱۴۴ھ (۱۷۲۷ء) میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۴ھ (۱۷۲۷ء) میں مکہ معظمہ
میں تھے کہ مجتہد بیت کا الہام ہوا۔ بارہ سال تک انقلابی نظریات کی تدوین میں
مصروف رہے کے بعد ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۳ء) میں اپنی حکمت کا درس دہلی میں
شروع کیا۔ ۱۱۶۶ھ (۱۷۵۳ء) میں صال پایا۔ الحقہ اللہ بالرئین الاعلیٰ
بحر العلوم ولی اللہ سیدنا تنمۃ الادیاء السادۃ الغراء
مراسم الجہل فی الہند اختلفت نعت بہ واشتت یلاعین ولا اشرا

بیت الحکمت لاہور

تعداد اشاعت ۵۰۰
پرنٹر چھپوا کر مولوی خدابخش پبلشر نے شائع کیا۔ قیمت فی نسخہ علیہ
سجاری پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمعیل
جون ۱۹۳۲ء ہندی

دیس باچہ

از حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی

امام الائمہ حضرت امام ولی اللہ بن عبد الرحیم (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى بِإِطْلَافِ الْعَمَمِ) جس طرح تفسیر، فقہ اور حدیث کے امام ہیں اسی طرح تصوف اور سلوک کے بھی امام ہیں۔ آپ انسانیت کے متعلق جس قدر علوم و معارف تلقین فرماتے ہیں۔ ان کو انسان کے لطائف ثلاثہ یعنی عقل (جس کا تعلق دماغ کے ساتھ ہے) ارادہ (جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے) اور تدبیر (جس کا تعلق جگر کے ساتھ ہے) کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ان تینوں قوتوں کو عام انسانیت کے اصول پر مکمل کرے۔ خداوند تعالیٰ نے نوع انسان کا جو نمونہ قائم کیا ہے۔ اس کے قریب پہنچنا ہر ایک انسان کا طبعی فرض ہے۔ اس سے کوئی انسان مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ پس جو انسان اس نمونے کے جتنا قریب ہو گا وہ اتنا ہی اچھا ہو گا اور جو انسان اس نمونے سے جتنا دور ہو گا اتنا ہی بُرا سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حکمتِ ولی اللہی میں تمدن بھی انسانیت کا لازم جز قرار پایا ہے اور موت پر انسان کا خاتمہ نہیں مانا جاتا۔ بلکہ اس کے بعد بھی اس کے لطائف کی تکمیل کا سامان ملتا رہتا ہے۔

ان مسائل کو بطور اصول موضوعہ تسلیم کر لیا جائے تو حکمت پسند دماغوں کو بحث اور فکر کے لئے علیحدہ موقعے بہم پہنچائے جائیں گے۔ ان اصول کو تسلیم کرنے والے اگر اپنی نفسی تکمیل کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیں تو اُسے سلوک کہا جاسکتا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ نے سلوک پر چند کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ وہ اذکار اور آداب جو ایک سالک کو سب سے پہلے کرنے چاہئیں۔ "القول الجمیل" میں ذکر فرمائے ہیں۔ ایک ترقی یافتہ دماغ کو سلوک کا منتہی (یعنی امام نوع انسانی کے موطن حظیر القدس سے انصال سمجھانے کے لئے آپ نے "سطحات" تحریر فرمائی ہیں۔

انسان کی اندرونی نفسی قوتوں یعنی عقل، ارادہ اور تدبیر نفس پر سلوک کا کیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اصْطَنَعَ طَائِفَةً مِّنْ عِبَادِهِ لِنَفْسِهِ وَاصْطَفَاهُمْ وَرَفَعَهُمْ مِنْ حَضِيضِ الْبَشَرِيَّةِ إِلَى أَوْجِ الْمَلَائِكَةِ وَرَقَاهُمْ تَمَّ اصْطَلَمَهُ هَوِيَّتَهُمْ وَأَنْجَرَصَنِيَّتَهُمْ وَأَفَنَاهُمْ ثُمَّ خَلَعَ عَلَيْهِمُ الْوَجُودَ الْمُؤَكَّدَ وَالْقَالَ هُمْ وَأَعْطَاهُمْ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ مُؤْمِنٍ مِّمَّنْ سِوَاهُمْ فَظَهَرَتْ عَلَيْهِمْ صُنُوفُ الْآيَاتِ وَالنُّوَاعِ الْكِرَامَاتِ فَمَا أَعْظَمَ مَا أَعْطَاهُمْ وَشَرَّفَهُمْ بِكَلِمَةِ بِي يَشِيئِي وَبِي يَنْبِطِشُ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَاجْتَنَبَاهُمْ

وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، خَالِقِ الْخَلْقِ وَمَوْلَاهُمْ وَاشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ الْوَالِدِ الْمُرْسَلِينَ وَأَوْلَاهُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَى قَدْرِ فَضْلِهِمْ وَزِينَةِ عَلِيَّاهُمْ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ وَأَقْتَدُوا بِهَدْيِهِمْ

أَمَّا بَعْدُ مِيكَوَيْدِ، أَضَعَفُ عِبَادَ اللَّهِ الْكَرِيمِ وَلِيَّ اللَّهِ بِنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ جَعَلَ اللَّهُ مَا لَهُمَا النَّعِيمِ الْمُقِيمِ، ایں کلمہ چند است کہ از رشتحاتِ الہام بر قلبِ این شیفتہ مستہام نازل فرمودہ اند تا دستور باشد وی را و تا بیان وی را در سلوکِ صراطِ مستقیم، و نموذجے باشد از نسبتے کہ حضرت و تاب در ول وے و دعت نہادہ و بیانے باشد طریقے را کہ بہ سوئے آل ولت نمودہ،

رجائے و اثقن از جنابِ علام الغیوب آن ست کہ دل و زبان این بندہ خورا محفوظ وارد ازاں کہ احادیثِ نفس کہ از وسوسہ شیطان خیزند یا مقدماتِ فکرے کہ از ترتیبِ لائل حاصل نیند یا علومِ مکتسبہ کہ از سماع و تعلم صورت بندند بر ول هجوم کرده با الہام مختلط و متمزج فنوند جن باباطل اشتباہ پذیرد۔

۴
 وچنان احساس مکینم کہ مقصود از افاضہ این مقدمات نہ محض تکمیل تعلیم این بندہ است بلکہ
 نفع عام در ملت مصطفویہ، علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، نیز مقصود است۔ و ذالک عن
 فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

تتمیت هذا الكتاب بالمہجات و حسبنا اللہ ونعم الوکیل

ہمعہ (۱)

باید دانست کہ حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را برائے مردمان مبعوث کرد
 مدد و عنایتی در باب دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصدرن ساخت و ہر قولہ تعالیٰ و انالہ لحاظ
 تا بہ سبب آن مدد دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب باشد بر جمیع ادیان۔ و آنچه از اشاعت این دین
 مقصود است از تہذیب نفوس عرب و عجم و رفع مظالم و میان ایشان و مانند آن۔ بوجہ اتم
 منتحق گردد۔

وچوں دین محمدی را طہر سے است و بطنی، اما ظہر شس میں منوط ساختن مصالح است
 باشباح و مظان، و تعیین ادقات و اوضاع و مقادیر برائے آن و تاکید بلین در اشاعت آن با
 سدا بواب شریف در آن با، و مثل آن۔

و اما بطنش پس تحصیل انوار و آثار طاعات است از تلبس بہ صور طاعات و مانند
 آن لا محالہ مدد و عنایت الہی در باب حفظ دین مقسوم شد بہ دو قسم، وچوں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وسلم بعالم علوی انتقال فرمود، بموجب وعدہ حفظ عنایت در وارتبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ظاہر شد بقدر استعداد و حمایہ دین۔

پس فرقہ بحسب استعداد و ازلی و کر عنایت الہی گشتند۔ بہ نسبت حفظ ظاہر شرع۔ و آن
 فرقہ فقہا و محدثان و غزاة و قاریان اندکہ در ہر زمانے سعی بلین در رد تحریف از دین، و
 ترغیب و تحفیض توہم بر تحصیل آن بکار برند و در ہر ماۃ ہجرت دے پیدا شد و واکلام
 فی ہذا بطول، ولہ موضع غیر ہذا الموضع الذی نحن فیہ۔

و فرقہ دیگر ہم بحسب استعداد و ازلی و کر عنایت الہی گشتند بہ نسبت باطن دین کہ
 احسان است تا این فرقہ در ہر قرنے مزج اہل زمان باشند و ایشان را بہ کیفیت تحصیل
 انوار طاعات و بہدان حالات و مراتب، و تخلق باخلاق فاضلہ و احوال ستیہ ارشاد کنند۔

و بالجملة در ہر قرنے مردے پیدا میشود از اولیاء اللہ کہ عنایت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
 سب اقامت و اشاعت باطن دین و مخرج آن کہ احسان است۔ در فے ظہور میفرماید و این کار
 ز دست فے سر انجام مے و ہندسے

کار زلف تست مشک افشانی، اما عاشقان : مصلحت را تہمتے بر آہوئے چہیں بستہ اند
 پس چوں این معنی در ولیتے از اولیاء اللہ ظاہر شود از آثار ظہورش آن است کہ
 رفعت شان وے در میان مردم، و صرف قلوب ناس بسوئے وے و اشاعت ذکر جمیل وے
 و ناس محمول پیوند۔ و الہام اشغال مناسب بطباریح آن قوم از وظائف ملت مصطفویہ
 و قلب فے ظاہر گردد۔ و در صحبت و کلام وے تاثیر و جذبے و ولیت نہند و انواع کرامات
 و کشف و اشرف و تصرف در خلق بقوۃ اللہ و استجابت و دعا و آنچه ازین قبیل است صادر
 شوند و از اجتماع طالبان بر فے و جریان وے در مقتضیات این مقام، از ترتیب و تعیین
 اشغال و ادراد و غیر آن خانوادہ پیدا میشود۔ و مردمان در آن خانوادہ سلوک میکنند و زود
 بطلب میرسد و ناصر ناصح آن خانوادہ ہمیشہ مظهر و منصور میگردد۔ و غاش و خاذل آن ہمیشہ
 مطرود و مخذول میشود۔ و در دل عوام و خواص عرب ہیبت آن جماعت مے افگند و اسباب
 واقع میسازند از باب الہام و حالہ کہ سبب اجتماع مردم میشود بر آن خانوادہ تا وقتیکہ آن
 عنایت متوجہ بہ سوئے شخصے دیگر گردد و آنجا آشیانہ گرفتہ، خانوادہ احداث فرماید پس آن گاہ
 خانوادہ اولی جسدے ماند بے روح، و سلوکے گرد بے جذب۔

و گاہے در یک زمان اقطاب بسیار پیدا مے شوند۔ و در ہر قطرے قطبے۔
 و حقیقت جذب و قرب طرق الی اللہ بودن، اثر تو جہاں عنایت است۔
 یہ حکم خصوصیت خانوادہ۔ و رنگ آنکہ صورت نجوم در آب غدیر منطبع گردد، پس اگر نہر آب
 آب غدیر متبدل گردد آن صورت را چہ زیاں مے

و مہدم گرشو و لباس بدل مے مرد صاحب لباس اچہ خلل
 لیکن در بہر زمان اقطاب و حواریان ایشان کلامے میگویند کہ حاصل اش نزوح خانوادہ
 خود است۔ و اثبات قرب و وصول مراد۔ و ایشان صادق اند یہ ہمیں اعتبار کہ گفتیم فتدبر۔
 و بالجملة خانوادہ تا بسیار اند و بسیار بودند بسیار خواہند بود۔ و حصر آن معقول
 نیست بعضی ازین تا اچہا مے خانوادہ سابقہ است کہ بہ سبب بعد زمان و دور گذشتن

الآن

اہل آن کان لم یکن شدہ بود۔ وے آمدہ آن رہا باز از سر نو زندہ ساخت۔ بعض جمع حاصل خانوادہ چند و بعض ایجاد خانوادہ از سر نو، گو بحسب خرقہ یا بیعت بہ تو مے ارتباط داشتہ باشد۔

و آنچه بعض گفتہ اندہ خانوادہ ہا چہارہ اند۔ چون زیدیان و عیاضیہاں و اوہمیہاں و ہبیریہاں و چشتیہاں و جنیدیہاں و گازر و نیہاں، و بعض گفتہ اندہ وازوہ اندہ۔ وہ ازاں مقبول چون جنیدیہ و حکیمیہ و محاسبیہ و حقیقتیہ و نوربیہ و طیفوریہ و غیراں حقیقت حال آن است کہ ہر کسے بحسب فہم ادراک خود سخنئی گفتہ است۔

و بعد از زمان این خانوادہ ہا خانوادہ ہائے دیگر پیدا شدند چون جامیہ۔ و قادریہ و اکبریہ و کبریہ و سیویہ، و خانوادہ خواجگان و خانوادہ معینیہ کہ اجیائے طریقہ چشتیہ است در ہن و نقشبندیہ کہ اجیائے خانوادہ خواجگان است، و احراریہ کہ اجیائے خانوادہ نقشبندیہ است بعد ازین خانوادہ ہائے دیگر حادث شدند۔ چون قدوسیہ منسوب بہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی و غوثیہ منسوب بہ شیخ محمد غوث گوالیری و باقویہ منسوب بخواجه محمد باقی، و احمدیہ منسوب بہ شیخ احمد رستگاری و آدم بنوری و علائیہ منسوب بہ امیر ابو العلاء غیراں خانوادہ بسیار اند بعضی ازاں قبیل کہ اثر ایشان باقی ماندہ است۔ و بعضے نہ۔

در مطبوعہ احسنیہ

بالمجملہ از من حضرت حق سبحانہ بریں بندہ ضعیف آن است کہ یا جمیع خانوادہ ہائے گذشتہ اکثر اں تا بحسب ظاہر او سے ارتباط واقع شدہ، چنانکہ فی الجملہ بیان آن در کتابہائی سلاسل اولیاء اللہ کردہ شد۔ و ارتباط بعض خانوادہ ہا کسے کہ مطمح بہ احوال این جماعت باشد از کلام مذکور استنباط تو اند کرد۔ چنانکہ مداریہ بواسطہ شیخ حسام الدین مانکپوری۔ کہ یکے از اصحاب شیخ بدیع الدین مدار است و جلالیہ و گازر و نیہ و غیراں بواسطہ مجدد مہا نیہاں، و جامیہ بواسطہ خواجہ مود و دہشتی۔ و سیویہ بواسطہ خواجہ نقشبند۔

و بحسب باطن ازار و روح آن جماعت فیضی مستمر در اوقات کثیرہ بر روح این عاجز سیلان

علی مولانا شاہ غلام علی دہلوی کے مکاتیب مطبوعہ مدراس ص ۱۱۱ میں ہے۔ طریقہ کبریہ از مولانا یعقوب صرنی است کہ خط کشمیر کیلالت ایشان مشہور اند۔ "علما کا شاندار ماضی ص ۱۳۹۔ امام ربانی مجدد سہروردی نے کتب حدیث کی تحصیل کے لیے شیخ یعقوب کشمیری صرنی سے کی۔ "علما کا شاندار ماضی" ص ۱۲۔ نور الحق اعظمی نے مولانا علی نقوی کے فیض و روح ان سے قرآن عظیم حفظ کیا اور علوم ظاہرہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ خلیفہ حضرت امام بانی سید امام کے خلیفہ سید عبدالکبر آغا ان کے خلیفہ شاہ عبدالرحمن والد ماجد امام علی اللہ علیہ السلام کا انتساب حضرت مجدد سے بواسطہ شیخ آدم ہوا۔ شمال ص ۵۳۔ اچھو شیخ آدم نے بیضہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ س ۱۱۱۔ در نسخہ مطبوعہ بجائیں الف عا ح و ہ۔

Marfat.com

نسبت ہر فرق جدا گانہ اور اک نمود۔ و اس سخن پیش ازان است کہ در کلام استنباعی احاطہ توان
 و اما قضیہ ما لا یدرک کلمۃ لا یتدرک کلمۃ در نظر است

مجموعہ (۲)

اس فقیر را آگاہان پیرہ اند کہ تشریحات کلیہ در طریق تصوف چہار اند۔
 الف۔ در زمان پیغمبری اللہ علیہ وسلم و اصحاب تا قرون متعددہ غالباً توجہ اہل کمال
 مقصد اولی بظاہر شرع بود و مراتب دیگر مضمحل و ساقا ہوںند پس احسان ایشان آن بود کہ صلوات
 صوم و ذکر و تلاوت و حج و صدقہ و جہاد کنند۔ بچکس از ایشان ساعتی ستر سجیب تفکر نمی افکند۔
 نسبت حضور را بجایا ہا بے ملائسہ ذکار و اعمال نصب العین نے ساخت تا در تربیت آن فقط
 سعی کند۔ آری محققین در نماز و ذکر و تلاوت مناجات میدیافتند۔ و در تلاوت متغطمی شدند
 و زکوٰۃ از دیدار ذیت بخل، یا عیرت بر اشتغال بغیر اللہ می داوند و علی ہذا القیاس و بیچ کس
 از ایشان صعقہ و وجد و خرق نیگرو۔ و شطخ نمی گفت۔ و از تجلی و استنار و مثل آن خبر نمیداد۔
 رغبت ایشان بہ بہشت بود و خوف ایشان از نار۔ و کشف و خوارق عادات و سکرو غلبات از
 ایشان اند کہ ظاہر ہمیشہ، و آنچه ظاہر شد غالباً بطور انفاقیات است۔ نہ مثل امور تصدیہ کہ از
 ملکہ خویش صادر شوند۔ و از قبیل استحضار است با آنچه در اصل ایمان بدان یقین آوردہ اند کہ
 قال قائلہم۔ الطیب امرضی و قریب است بنامات و فراسات کہ عوام از اصل آن منفک نیستند۔

این بود و غالب احوال این طبقہ الا ماشاء اللہ۔

(ب) در زمان سید الطائف ضبید و قبل از ان بغلیہ رنگے دیگر فائض شد پس تمامہ متوجہ
 ماندند بر آنچه مذکور شد۔ و خاصہ بعد از اجہادات بلیغہ و ریاضات شاقہ و انقطاع کلی از دنیا و
 استعمال اتمی کیفیتے دیگر یافتند۔ و آن توجہ است بالاصالہ بہ سوئے نسبت تعلق قلب باللہ
 پس بسجئے سے متوجہ شدند و در تربیت آن افتادند و ہدایت سنجیب مراقبہ ماندند و احوال بخی

من ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ فعادوہ، فقالوا الاند عو لک طیبیاً۔ قال قد دانی، قالوا فایحی
 قال لک، قال قال فی فعال لہا ارید حلیہ صلبہ۔ کان عمر یمیر بالآیۃ فی وردہ فتنحنقہ، فیکی
 حتی یسقط ثمرہ من بیتہ حتی یجاء بحسبونہ مریضاً حلیہ مک فی الازالۃ مرض ابو بکر فعادوہ
 فقالوا یا خلیفہ رسول اللہ الاند عو لک طیباً بنظر البک، قالوا خذ نظرانی قالوا فماذا قال لک الخ ص ۲۱
 محمد نور الحق غفرلہ - ۲۲ جون ۱۹۲۱ء

واستقرار و انس و وحشت روشن تر ظهور کرو۔ وازاں احوال بہ نکات و اشارات تعبیر کردند، و صادق ترین این طبقہ آں بود کہ تعبیر نہ کنند الا از حال موجود در خود و سماع راغب شدند۔ و صفت و خرق ^{بخارج} و رقص در ایشان پیدا شد۔ و کلام بر خواطر و فرامسات از ایشان پیدا آمد۔ از خلق سے بریدند و بہ خیال و دنیا فی میگرفتند۔ و از ماگولات بہ گیاہ و اوراق اشجار اکتفا مے نمودند، و از طبوسات ^{بصدا} بر قح۔ مکائد نفس شیطان و غوائل دنیا مے شناختند و بانفس مجاہدہ مے کردند و باخلاص ^{احسان} آں بود کہ خدا را عبادت کنند نہ بخوف نار و طمع جنت بلکه بہ محبت او۔ ^{سلف}

دوریں زمانہ توجہ بوجہ خاص کہ عبارت از جمع نفس است بہ سونے حقیقتہ الحقائق تا صبغۃ اللہ آں را گیرد و قدم بر حدت غالب آید۔ خالص نبود۔ این باں مخلوط مے شد و هیچ کس از ایشان نبود کہ مے را آں معنی بوجہ نصب العین شدہ باشد کہ پیوستہ انان گوید و بسونے مے اشارت کنند و در ان جا رہے تعیین نماید۔ انوار طاعات غالب مے بودند ^{سایچ} و این معنی کا برق الخاطف مے نماید۔

شب خیال طرہ شوئے بدل پیچید و رفت ساعتے ہم چوں شب تدار بزم جوشید رفت (ج) و رزمان سلطان الطریقہ شیخ ابوسعید بن ابی الخیر، و شیخ ابوالحسن خرقانی صورتے دیگر فائض شد۔ پس عالمہ متوقف ماندند بر اعمال و خاصہ بر احوال و خاصہ الخاصہ را جذبے دریا کہ بہ سبب آں مہندی شدند بہ توجہ بوجہ خاص۔ و خرق حجب و جو و تا ذاتے کہ قیوم اشیا است و اضحلال در ان و انصباغ بہ آں۔ پس بہ اورد و وظائف چنداں مشغول نہ شدند۔ و بہ مجاہدات و ریاضات شاقہ و معرفت مکائد نفس و دنیا چنداں اعتنا نہ کردند۔ اعتناء کلی ایشان تکمیل این توجہ بود۔ و آں ہمہ نسبت ما را حجب نورانیہ میگفتند۔ و دریں زمانہ توحید شہودی و توحید وجودی تمیز نبود۔ بلکه عرض اصلی ایشان تحصیل کیفیت اضحلال نفس بودہ است۔ نہ تحقیق حقائق نفس الامر تہ علی ماہی علیہ۔

(د) بعد از ان در زمان شیخ اکبر محی الدین بن العزنی دقت مے بہ قلیلی متسع شد ^{دہیز} ذہن ایشان و از کیفیات وجدانیہ نفسانیہ در گذشتہ بر تحقیق حقائق نفس الامر تہ علی ماہی علیہ کمر بستند و تنزلات واجبہ دریافتند۔ و شناختند کہ صا در اول کیفیت، و طریق صد در صیبت و علی ہذا القیاس۔ و با بجمہ این فرقہ ما در اصل یکے اند و در صورت نشستی۔ و اللہ اعلم باحوالہم۔

چوں ہر یکے از ایشان ازین عالم انتقال کرد حالے کہ بچہ ہمت کسب کرده بود در نفس کے پر
 مستقر ماند، و نفس کے بسان آئینہ یا حوض آب قابل انطباع شکل آفتاب حقیقت آمد۔ و را ہے
 را ز بعد عالم بادی قریب گرفتار نیندند۔ و جوے کہ در علویات و سفلیات است ہمہ از آثار انوار الشیخا
 پر شد۔ در رنگ آنکہ ابر و رطوبت ہوا و جو منتشر شو بہ سبب کے ہوائے زمین دیگر گوں گرد و
 رنگ از غوائی بر زمین فائض شود۔

بالجملہ این چہار راہ را قدم الصدق است در طلاء اعلیٰ۔ و واجب آن است کہ کلام ہر
 را بر مناسب از ذوق وے محل کنند۔ و یکے را بر مذاق دیگر نیارند۔

مجمع (۳)

کے کہ با مشائخ این طرُق صحبت داشته باشند۔ یا رسائل و کتب این طائفہ مطالعہ کردہ
 شک ندارد کہ جمیع اصحاب طرُق و ارباب اشعار، یا جمہور ایشان متفق اند بر اصل طریقت اگرچہ
 مختلف باشند در کیفیت اقامت آن۔

و آن اصل منسوب است بسید المظاہف جنید بغدادی۔ بسبب آنکہ متقن اکثر قوائین
 وے بودہ امت و در زمانہ وے بوے نسبت درست میکردند۔ و بہ حقیقت ہر سلسلہ کہ ہست
 بوے راجع است۔ یا پارخدا یا مگر آنکہ شخصی اویسی باشد و بحسب ظاہر از جهت خرقہ بقوے منسوب
 گرد و چنانچہ شیخ بدیع الدین مدار۔ و اللہ اعلم۔ یا بصحبت مشائخ بسیار رسیدہ باشد۔ و اتمام کار
 بردست جنید شود۔ و وے علو اسناد و قلت وسائل با حق شیخ اول را مقدم داشته بوے منسوب
 گردد، چنانچہ شیخ مشاد دیو پوری۔ و اللہ اعلم۔

پس ایشان متفق اند بر آنکہ نخست چیزے کہ سالک باید تصحیح عقائد است بر پنج عقائد صحابہ
 و تابعین و سایر سلفہ مسلمین۔ و او آئے ارکان اسلام و اجتناب از کبائر و ورود مظالم و سایر آنچہ
 شریعت غرآ بیان فرمودہ است۔ کہ این اصل طاعت است بغیر وے سلوک صحیح نباشد۔

این جائزہ نکتہ باید فہمید۔ کی آنکہ مراد موافقت صحابہ و تابعین است و عقائد نہ موافقت
 مناظرین مسلمین۔ پس آنچه در قرون سابقہ بتاویل آن مشغول نمی شدند تاویل آن نباید کرد خصوصاً
 بطریق تعین کہ ہمیں مراد است۔

دوم آنکہ بساحت نزلات خمس و وحدت وجود و مانند کل سالک خصوصاً مبتدی آنند
 حضرت خمس۔ مرتبہ واحدیت دوم مرتبہ راجع ہجوم عالم مثال چہام عالم ایسا۔ عظیم مرتبہ اسان کال ماشیہ مطہرہ۔ محمد نقی انوری

مشغول شدن نافع نیست بلکه مضار است.

سوم آنکه اگر قدرت تبلیغ کتب حدیث و آثار صحابه و تابعین ندارد و لاچار است در تقدیر مذہبی از مذاہب اربعہ و اگر وارداً حسن و اولی در حق وے تبلیغ احادیث و آثار است خصوصاً بہ تخریجات و تفریحات متاخرین مشغول شدن اورا نمی شاید بہ

ہمچنین (۳)

بعد ازین مطلوب از سالک معمور داشتن اوقات است بہ اذکار و تلاوت و صلوات و سایر نوافل طاعات و انساب اخلاق محمودہ، و اجتناب از ریاء و حسد و غیبت و مثل آن این جائزہ نہ مکتبہ باید نہسید۔ کی آنکہ ہر طالب خدا در معمور داشتن اوقات با ورا و نوافل طاعات وضع خاص است۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ در کتاب غنیۃ الطالبین وضع تعیین کردہ اند و مشایخ چشتیہ نیز طورے ضبط کردہ اند۔ و شیخ ابوالحسن شاذلی حزبی وارد دیر سید علی ہمدانی و طیفہ وارد، و اورا و شیخ الشیوخ خود مشہور است۔ و ایام محمد غزالی و احیاء کیفیتہ را بیان کردہ، و این فقیر از بعض اکابر ساوۃ آل با علوی شنیدہ است کہ بناءً طریقہ محمد روسیہ بر کتاب احیاء است از اورا و غیر آن۔ و اکابر این طریقہ طبقہ بعد طبقہ اصحاب خود را

بہ تخریجات و تفریحات متاخرین مشغول شدن اورا نمی شاید بہ

علہ قال کلامہ ولی اللہ الدہلوی فی العوامع شرح حزب الجہا ایام حزب البحر یکے از معراجات روحانیہ شیخ ابوالحسن شاذلی است۔ ملا۔ ثقات نقل کردہ اند کہ شیخ ابوالحسن شاذلی در قاہرہ بود۔ ایام حج نزدیک رسیدہ۔ در آن حالت یاران خود را فرودگاہ از جانب غیب اشارہ رفتہ است۔ با آنکہ اس سال حج گذاریم۔ مرکب طلب کنند۔ یا مان ہر چند طلب کردہ نیافتند، الامر کہ سیرے نعرانی بر ہماں مرکب سوار شدند۔ چون بادبان برداشتند، و از عمارت قاہرہ گذشتہ قزبا و مخالفان در پین گرفت و یک جہہ نزدیک قاہرہ۔ بوجہی کہ جہاں قاہرہ در نظر آمد۔ توقف افتاد۔ حکدان زبان تبلیغ کشادند کہ شیخ می گوید اشارہ حج شدہ است۔ حالانکہ وقت نزدیک رسیدہ۔ و ما اس جا در باد مخالف افتادہ ایم۔ اس معنی سبب قلق خاطر شیخ شد۔ لیکن بقوت ذرات آل رافرہ می خورد۔ اتفاقاً شیخ در قبولہ بود کہ بایر مدعا تلمص شد۔ از خواب بیدار شدہ و این دعا خواندن گرفت۔ در نینس مرکب را طلب کرد و گفت علی برکت اللہ بادبان بردار۔ گفت اگر بردارم ہنس ساعت باد بر زمینے مازند و بار القاہرہ رساند۔ شیخ گفتا دوسوہ بخاطر راہ ہنس۔ دہرہ میگیم عمل آور۔ و عجیب صلح الہی را تماشا کرد۔ بادبان برداشتن ہماں بود و زمین باد مخالف بقوت تمام ہماں ۱۰۰ گز کشتی را بہ آن بیخ بستہ بودند۔ نتوانستند کشاد۔ آن را بردند و دست پرچہ تمام ترا مصوب عافیت دہسرو ملا متا۔ مقصد مبارک رسیدند۔ پس ان پرنصرانی مسلمان شدند۔ و آن پرنصرانی آزدہ خاطر گشت شاہنگاہ بخواب مد کہ شیخ با جماعہ عظیمہ بہرینت میرود۔ و فرزندمان او سمرہ شیخ میوند۔ عراستہ کہ در پنے فرزندمان خود رود۔ ملائکہ جو کردند کہ تو از این دین ایشان نیستی۔ با ایشان چکار داری۔ وقت صبح بایستہ الہی در کارا و شدہ کلہ اسلام خواند۔ و رفتہ رفتہ کار بجائے رسید کہ صاحب مقامات عالیہ گشت و اہل آن نادیدہ بار تقرب بے بستند۔ ۵۰ صلا۔ ۱۰۰۔ خیر نورانی۔ انعلوی۔ حضرت و آباء و مشائخ اکرامہ

Marfat.com

وہیت میگردند بل مافی الاحیاء و مشغول بودن بدرس احیاء۔ و بعد از آنکہ ہمیں وضاع محبوب است و حسن است، احسن و احب آنست کہ موافق باشد کتب صحیحہ عادیث را۔

خطبہ باطنی

دوم آنکہ مبتدی را مشغول بودن بہ دقائق ریاء و غیر آن زیادہ ازاں چه و نظائر کتب سنت معروف و مشہور است، نافع نیست۔ بلکہ حال او را مختل میسازد۔ و این سخن بدان ماند کہ شخصی پسر خود را چندان از گرگ بہ ترساند کہ خواب دے برود و اطمینان دے کہ گم گردد۔ بل چارہ او آنست کہ داخل قوتیہ گرگ را برائے او مسدود سازد۔ و بہ احتمالات ضعیفہ مشغول نہ گردد۔ ہمگی بہت دے بتقویت ولد مصروف باشد کہ مرد قوی دفع گرگ از خود میتواند کرد۔ چنانچہ حسن ابلخ در تربیت آن است کہ بہ اذکار و اشغالی کہ محبت انگیز باشد و خاطر را بجانب علمی منجذب سازد مشغول کند۔ تصدق و تقویت این معنی باشد۔ و توجہ بہ ازالہ حُب جاہ و مال و غیر آن بقدر ضرورت کند۔ یعنی آنقدر کہ ذکر جمعیت دل تواند کرد۔ و ساعتی بے خطرہ تواند شد۔ و در دعوائے حصر محبت و مقصودیت در حق حضرت حق تعالی سبحانہ نفس و می تکذیب دے نہ کند کہ این تکذیب صلاوت ذکر زائل دے سازد۔

سوم آنکہ بعض صوفیہ از مقلدین سلسلہ علیہ نقشبندیہ گمان دے کنند کہ در طریقہ ما اوراد و وظائف نیست۔ و قول ایشان باین صورت و کیفیت غلط است۔ و خود چه ممکن است کہ حضرت خواجہ نقشبند بدیعت و شہت احادیث اذکار صبح و شام و وقت خفتن و غیر آن، آن باب ابکی مسدود وارند۔ بلکہ حضرت خواجہ و اتباع ایشان حوالہ بر کتب حدیث کردہ اند و در پیے ضبط و ترتیب اوراد و نیقبادہ اند و آنچه صلاح دید متاخرین است و در احادیث صحیحہ مستفیضہ آن اصل نیست۔ امر نہ کردہ اند کہ اشتغال بہ سنت ازاں مہم ترہ نستند۔ و اگر مصالح ششی جمع شوند ترجیح اہم فالاہم باید کرد۔ آریں قبل است بعض کلام ایشان۔ و اگر کسی درس مسئلہ شکک داشتہ باشد باید کہ در رسالہ انسبیہ کہ تالیف حضرت مولانا یعقوب چرخنی است مطالعہ کند۔ و در کلمہ جامعہ، حضرت خواجہ نقشبند کہ بنا بر طریقہ ما بر تتبع احادیث و آثار است۔ تا مل فواید۔

ہمعا (۵)

و با بکلہ ضروری از صلوٰۃ قریب پنجاہ رکعت است۔ ہفتدہ رکعت فرض۔ و وازوہ رواہا۔ و یا زوہ صلوٰۃ نسیل۔ و دو نماز اشراق، و چہار ضعی۔ و چہار نماز زوال این پنجاہ

رکعت را لازم باید گرفت

و از ذکر اذکار صبح و شام و وقت خفتن و سایر اذکار مؤتمنه، ازین جمله آنچه صحیح بل مستفیض است. و والدین قدس سره وصیت می کرد بمواظبت نفی و اثبات هزار بار بعضی بجهت بعضی تخفیه انتہی. و از ورود استغفار آن قدر که تواند. و وقت سحر سبحان الله و بعد صد بار. و لا اله الا الله و احد لا شریک له الحمد صد بار خواندن برکت عظیم دارد.

و از صوم روزه عرفه و عاشورا، و سه روزه انهر ماه. هر کدام باشند. از آنچه در احادیث فرموده شد. و شش روزه از شوال.

و از صدقه آنکه هر روز قوت مسکین صدقه دهد. از حواشی اموال خود. و هر سال کسوتی بیرون از صدقه الفطر. و سایر اوضاع متاکده

و از تلاوت اگر حافظ باشد آنقدر که در هفته تم کند. و اگر اشتغال اشغال باطن هم ترس باشد هر قدر که تواند. و غیر حافظ قدر صد آیت متوسطه غالباً ما بین پاد سیپاره تا نیم سیپاره می شود.

و از اشتغال تعلم و وسه رقی از حدیث خواندن. یا یک دور کوع از ترجمه کلام مجید شریفین و از خوردن اگر شد پید المزارع باشد قدری که دون ازان ضعیف. آرد مثل یک گل از طعام آنچه را که ضعیف المزارع باشد قدری که در اکثر احوال مشغول بطن خود نباشد. نه از جهت شلج و نه از جهت گرنگی.

و از تيقظ آنکه روز و شب را به بخش کند. و پیش در تيقظ گذارند و یکی در نوم مثل آنکه بز یک ساعت در عاجه استراحت کند. و تا ریح شب بیدار باشد. و یک ساعت از سحر بیدار شود و بعد ازان نفس ضعیف کرده وقت غلغله باز متذکر شود. ازین صدانکه این طرف و آن طرف مختار است.

و از عود است آن قدر که در غیر وظائف صالحه مثل عبادت بسیار و تقویت مصاب و صلوات رحم و حضور مجالس علم در فتح خستون طبع و فیض خاطر و مثل آن در میان مردمان کم نشینند.

و در لباس و کسب و غیر آن تمیز بودن از سایر ناس در شرع محمود نیست بلکه به روش اخوان خود و عشیره خود زندگانی کند. اگر از طبقه علماء است. بدوش علماء باشد. و اگر از مسترف است. بدوش مسترف. و اگر از سپاهیان است بطور سپاهیان.

ہمد (۶)

بعد استقرار این وضع مطلوب از ساکن آن است که ذکر کند بطور اہل محبت و عشق نہ بطور وظیفہ چنانکہ سابقاً میکرد۔ واسعہ ناس بذکر کے است صحیح المزاج و قوی العشق باشد۔ و آنکہ متساہل و غفل المزاج است۔ یا صفت عشق و محبت برے مستولی نمی شود اور انہیں راہ چندین بہر نیست۔

و بالجملہ افضل از کارزد جمہور اہل طریقت۔ نفی و اثبات است واسم ذات است۔ و آن شرط و آداب مقرر کردہ اند۔ و سرور تعیین ہمہ آنها است کہ سبب جمع خاطر، و نفی خطرات و بر خائ گرمی محبت ہستند پس نخست اورا انتہا از فرصتے باید کرد۔ کہ در آن وقت جامع نباشد و نہ شبعان و نہ عاقب و نہ حائق و نہ غضبان و نہ متفکر نہ مغموم، و بالجملہ از جمیع عوارض و شواغل نفسانہ و خارجیہ یاریغ باشد۔ و در خلوتے رود۔ و طہارت کاملہ از غسل یا در صورت و لبس ثیاب طاہرہ و غیراں بجا آرد۔ و دل خود را بنحوئے کہ تواند گرم کند بیا و کردن مرگ۔ یا بملاحظہ حکایات محبت انگیز و بوجہ استماع کلام و اعطایا نعمہ و تحسین و غیراں۔

اخراج نسبت
عشقیہ

انگاہ بعد دو رکعت مستقبل قبلہ بر وضع جلسہ صلوة بنشیند۔ و زبان گوید لا الہ الا اللہ۔ کہ لا از تحت شروع کند و الہ در دماغ گوید و الا اللہ را بہ تمام قوت بر دل ضرب کند۔ و شدہ در رعایت کند۔ و ملاحظہ نفی محبت غیر حق، بل وجود غیر حق در نظر دارد۔ و باید کہ بر بہت مرد متواجہ کہ سر دل خود را نتواند پوشید۔ باشد۔ و اگر آں حال بے تکلف بدست نیاید باید کہ او عانی آں حال کند۔ و بہر صفت خود را باں کیفیت دہد۔ و باید کہ بلند گفتن بقدر ظہور وجد باشد۔ ہر چند گرمی وجد بیشتر صوت بلند تر۔ و تواتر و شدت ضرب زیادہ تر۔

ما شکی نداریم کہ ہر کہ کامل المزاج باشد۔ و قابل محبت باشد و باں صفت یک و ساعت ذکر کند البتہ جمع خاطر و نفی خطرات و گرمی شوق اورا حاصل می شود۔

انگاہ ساعتی در نگہداشت این کیفیت متوجہ باشد و آن را نیک بفہمید و نیک بشناسید و بقدر امکان در نگہداشت آں سعی کند۔ و اگر مفقود گردد یا ضعیف شود و زیادت آں کہ شد مرد صحیح نفہم کامل المزاج در یک مجلس آں امید تواند نہید۔ و اگر سخت بلع باشد و پہلوان شکل سہ وزہ بتقلیل طعام فرماید چوں چند نوبت آں قسم بعمل آرد البتہ اورا آں کیفیت بحاصل می آید آں را می نہید و اگر چہد کرد روز نہمید

لہ عقب و شاد شدن بول حائق آنکہ بول آمد و از گاہ دارد عشق از حلق یعنی بازداشتن ۱۴

اورا محذور باید داشت - و بشرط اورا دو وظایف مشتمل باید ساخت -

این جائزگی چند باید فهمید - یکی آنکه جمہور اہل طریقت متفق اند بر او را در اس بندگی و نظر
آن بر قلب رعایت شد و مد - و سبب آن آنست که این کیفیت سبب انگیزان محبت است و سد خطرات -

دوم آنکه بعضی اتباع سلسلہ علیہ نقشبندیہ میگویند کہ حضرت خواجہ از جہر منع می کردند -

حقیقت حال آن است کہ حضرت خواجگان پیش از خواجہ نقشبندیہ جہر و خفیہ ہر دو میکردند بل جہر

ایشان غالب تر بود - در روز دوشنبہ پنج شنبہ محبت تمام میکردند حضرت خواجہ نقشبندیہ بکفایت

آنکہ ذکر جہر بکفایت حنفیان مکررہ است - ذکر خفی اولی و اقوی دیدند و آن را اختیار کردند و یک

ایشان تاثیر محبت بغایت قوی بود و آن کفایت میکرد از جہر -

اما در اکثر احیان بحسب اکثر استعدادات ہیچ چیز نافع تر از جہر نیست و تشکیک در معنی مبارک

سوم آنکہ آنچه شارع بدان مرفوض کرده و بر آن تخریض کرده دو چیز است - یکی ذکر و دیگر فکر -

مراد از ذکر ذکر زبانی است - جہر و خفیہ کہ در حدیث مذکور میشود - ہر دو قسم زبانی اند چنانچہ نقل

مبتدیان از ذکر زبانی بکار غالب شوار میشود مشائخ ذکر قلبی را کہ مناسبتر بہ ہر دو جانب دارد و کمال برتر

است کمالا مخفی - استنباط کرده اند - و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ المؤمنون حسناً فهو

عند اللہ حسن - رواہ محمد فی الموطا تعلیقاً -

ہم (۱۷)

مطلوب از سالک - بعد دریافت کیفیت شوق، و حصول آثار آن در قلت کلام و دفع اشتغال

بچیز دنیویہ و ترک ملاذ و غیر آن بوجہ کہ این طہر و باہر باشند متوہم و خفی المکان - مراقبہ است -

حقیقت مراقبہ - بوجہ کہ شامل جمیع افراد آن باشد - این است - توجہ قوت دیرا کہ بہ اقبال

تمام بہ سوائے صفات حضرت حق تعالی، یا بسوائے حالت انفکاک روح از جسد یا مشال آن تیاں کہ

عقل و ہم خیال و جمیع حواس تابع آن توجہ گردد - و آنچه محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین شود -

و اسود الناس مراقبہ کسی است کہ در اہل جبلت توجہ با مور غیر محسوسہ نیک میتواند کرد چنانچہ

بعض مردم اے بینی کہ خیال برے غالب آید و بدست اشارت بحسب آن میکنند یا از زبان او چیزے

برے آید اگرچہ مریاں اورا بچگونہ نسبت کنند -

۱۷ در مطبوعہ نفاذ صفات نیست - ۱۲ نورالحق

۱۵
 در مراقبہ انواع بسیار اند و در غیر این موضع ذکر کرده ایم و درین جا آنچه بحسب مقام راست

مقا کنیم۔

باید کہ بغیر از کلی چنانچه گذشت، متوجہ شود بسوئے احاطہ حق سبحانہ بوسے فوجیہ اشیاء
 جانب یسین و شمال و فوق و تحت و اندون و برون، تا آنکہ حقیقتہ الحقائق کہ منزہ است از جمیع
 ات، در نظر او مثل ہوائے ساری در اجزاء جو یا آب در گل در آیدہ و ہمچنین باین معنی مقید باشد
 مگر این نور ساری بر سے جلوہ گر شود بچشمی کہ دل دے مطہن باشد بآنکہ طہول از صحن دے نیست
 بے اختیار دے سخی دی ظہور میفرماید۔

این معنی منتہائے این مراقبہ است در شش ماہ باشد، یا سہ یا یک ہفتہ۔

چون آن نور محسوس گشت آن افرابند کہ اورا بے ملاحظہ سائر اشیاء کہ محاط تصور میگرد و درین
 ملاحظہ جہات بہ تنفرہ تمام تصور کند کہ در اندک محنت طرفے از نسبت بیریگی خواهد دریافت
 و مشائخ را مراقبہ بسیار اند بعضی ابرائے سد خطرات و رام کردن نفس بجمیع خاطر بسوئے
 نیک اصعبے تشتت عزیمت، استنطاق کردہ اند ازال جملہ است تخدین نظر در پیرہ پستی و مانند آن
 هن آخر برائے رام کردن نفس و مہیا ساختن آن رائے توجہ بہ مجرد مثل توجہ بہ نور آفتاب یا غلا۔
 بعض آخر برائے تدریج نفس از متخیل بہ معلوم مثل تحیل صورت حلی اسم اللہ و بعض آخر تعیین معیارے
 نے توجہ بحق۔

و این توجہ را دو قسم قرار دادہ اند۔ یکی توجہ باسم و دیگر توجہ بہ مستی۔ و معیار اول حرکت
 می است کہ حرکات منفصلہ وار و مثل ضرب و مطرقہ برسدان۔ و معیار ثانی دور دور رفتن و ہم خیال
 ت کہ مانند ششہ طولانی آن اکبند۔ یا صوت متصل است کہ آن اسمع نزدیک تعطیل عمل اواز خارج تخیل میکنند
 و ازین جا ستر استنطاق لطافت معلوم شد

و بعض در اشغال مراقبات تقریب بہن نسبت از نسبت منظور داشته اند مثل ذکر
 نت فوقی، انت تحتی، اتم کہ مقرب است بہ نسبت توحید۔

و بالجملہ میدان اسع است و ہر کسے حسب ادراک خود چیزے گفتہ۔ مصرعہ :-

وَلِلنَّاسِ فِي مَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبٌ

لیکن برین فقیر نظر باشد، کہ مرضی حق سبحانہ آن است کہ از اذکار ذکرے کنند کہ شریعت ان
 روشدہ است۔ و از مراقبات مراقبہ کنند کہ بالفعل توجہ بحضرت غیب باشد، نہ تو ظہیر برائے آن

کار آنست که اگر فی الحال به میرموجب حسرت و اذیت نفس نباشد و در محاذ اول توجه باشد بدان
جانب و لوعالی حسب استعدادهم چه بلا حسرت است که شخصی در خیال صوت متصل، یا ضلای، یا تحذیری فکر
به نرمه بینی بیرون فتائل.

صمعه (۸)

پایه دانست که سالک چند عارضه و نشانه اشتغال با این امور مذکوره پیش می آید علاج آن باید اینست
(الف) از انجامه حدیث نفس است.

و آن دو قسم میباشد. یکی آنکه نفس خود را به قصد در ترتیب تمیلات می افکند. چنانچه شخصی
ما وظیفه مقرر کرد که در زمان و سپایه غسل هر روز بگیرد. و بے با خود گفت که نان بخورم و غسل را جمع کنم
در چند روز بسوئیم بهم خواهد آمد آن افرودخته ماکیا نے خرید کنیم. و چون نسل ماکیاں بسیار شود از دست
کنار گذا حال کنم. و هلم جراً +

و بحقیقت ازین جلاست در دور رفتن در فکر اشعار و زیجات و آثار و کلام و معقولات
دیگر آنکه خطرات بغیر قصد خاطر بگذرند یا صور آنچه بدیده بوده است در حس مشترک می رسد باشد
علاج قسم اول انبعاث همت است پس چیزی کند که دل از آن بجزود از قبیل آنچه سابقاً
گفتیم و داعیه تهذیب نفس از سر نو پیدا شود. بعد از آن بخلوتی رود و سعی کند که یک ساعت کامله هیچ حدیث
مسلسل بخاطرش نیاید. اگر چیزی از آن ظاهر شد فی الحال از آن اعراض کند قبل از آن که نفس بدان
لذت یابد. و اگر نفس منازعت کند گوید بعد از این ساعت بدان مشغول خواهم شد. باین تسویف یکساعت
گذارد یا چیزی که سبب انبعاث داعیه باشد محل آورد. و بهین اسلوب در پی کار خود بماند
علاج ثانی تحصیل انجذاب خاطر است بوجهی ازین وجوه که میگویم.

یکه آنکه به صحبت مرثی قوی توجه بنشیند و خاطر خود را یک دو ساعت از جمیع امور
خالی ساخته بسوئد و بے متوجه شود.

دوم آنکه با راج طیبیه مشناخ متوجه شود. و برای ایشیاں فاتحه بخواند. یا به زیارت
قبر ایشیاں رود. و از انجذاب در بوزره کند.

سوم آنکه بخلوتی رود و غسل کند و جامه نو بپوشد و دو رکعت بخواند و در انجا اللهم تقوی
لعه گزار. لعله. و جانکار است در سوزن طیفه انکار موجود گریس دهنش حرف دارد. و الموضع موضع نایل ۱۲ نورانی
(۳۰ جلال)

قرآن عالی و عالیہ یا یہ فرماتے کہ حق تعالیٰ کے راہِ راہِ اوہ است، حقیقت کار دریا بد۔

بکارتی ۲۳ ج ۱ اذلال جلد آن است کہ بر ساکنہ اوقات بسیار در نام یا در بیداری ظاہر ہوتے ہیں۔
مذکورہ چیزیں خواہر بسیار در نشاء و کیمہ آئند۔ و انوار سے درخشند و سے این ایکجا از امور عظام تصور کیا
و میدانکہ چیزیں عجیبے ابدست آید است از سعی در مقصود بازی ماند۔

ہیں باب ضابطہ سے با پیر دانست۔

این فقرہ را اگر کاتب داند کہ ہر صورتی کہ بر ساکنہ ظاہر ہوتے ہیں و از چند حالت میں نیست۔
حالات و ریاضت است کہ این صورت تجلی حق است یا منسوب بر سے استاں صورت تجلی حق
و اگر عدالت اور منسوب بر ملاکہ یا ارجح طبعہ مشائخ میراندانان قبیل است و اگر ان سے و
و سرور سے در ضمن آن دریافت آن قوم ملکی است۔ اگر خوشی و انقباضہ بحال آید از شیاطین است
یہ چیزیں با بظاہر نشاء خیالے است از خیالات طبعیہ
و بر میں حال خواہر آتیاس باید کرد۔

فاخر شہاد از فرق در میان جہات ذکر کردہ اند نزدیک این فقیر دایم الصدق نیست

ہم (۹)

پس از آنکہ ساکنہ طرف از بعضی نشانی دریافت، و در راہ پیش سے آئند۔ او جذب
و راہ سلوک، شیخ مقتدا مختار است۔ در تقدیم یکے بر دیگرے۔ و در میان مجذوب ساکن
بر ساکن مجذوب کہ جمع علیہ اکابر است، مستلزم ترتیب تقدیم جذب و روح جمیع ساکن طبعہ
بساکن کہ تقدیم سلوک وی در نافع است در تقدیم جذب بحسب استقلال و خاص او۔
مراد از جذب این جاد محض کشش خاطر است و جانپ فیب۔ و بر طرف شدن خل
و در برودہ شدن از عقل و وظائف شرع و آداب۔

بلکہ در این جا حرق مجب و جود است تا حقیقہ الحقائق و نفوذ است بر سرے مہد
اول بہر جمع قہقری از را و انا۔ و حال جذب تحصیل اجود است و کشج جب۔
و مراد از سلوک انصاف نفس است یہ کیفیت از کیفیات نفسیانیہ و پیدا کردن آن زو
مثل خشوع و طہارت و عشق و جزآن۔

انار و دل جذب آن است۔ کہ چوں ساکن فی اجلہ عالم فیب کشا غہ اور فرمایند

باقی باطنی بسیار کند و ریدہ بصیرت را منتظر آن علم دارد، و دل خود را متعلق آن جانها دارد.
 ماضی نگاریم که چوں چند زبدان جانب متوجه شد تو حیدر فعالی می را مشکست گرو و پس
 از آن بفرورسے یا بد که عالم و حرکات و سکناات او بنزلہ احوال تماثل نسبت بازا است و آن ہم
 بہند بر وحدانی است و باز بستہ بفعل واحد است۔ مگر پیش ازین مستحقین معنی بود احوال
 این بر سے ظاہر غورند از توکل و تقویٰ و عدم نسبت موت و حیات و شفا و مرض با سبب آنها
 سبب ستمہ اللہ و قلت انبعاث داعیہ قویہ و تسک با سبب۔ و اگر مستحق نہ بود، احوال
 تا و تمام ناشی از وجدان او را حاصل شود۔

در تفسیر
بسیار
افعال

و عموماً درین جا حوادث گلیانند مثل فقر و غنا و شفا و مرض، و موت و حیات و جاہ و عجز
 امارت و تصرف و بر ذرہ از اوراق اشجار و مثل آن نزدیک داخل در اصل توحید فعالی
 است، اگر چه بسیار است کہ سبب حاصل میگردد و گاهی محل ابتداء حدیث مرتباً در اولی فرمودند کہ
 قویہ و ملاحظہ لا غافل فی الوجود الا اللہ منظور وارد۔ تا از نظر این معنی بر سے غالباً یہ
 چه اصل ظهور این نسبت موقوف بمایں ملاحظہ نیست۔

در تفسیر
مشکل

و صاحب توحید فعالی تا سوت را مثل نخل عالم غیب سے بیند چنانکہ اگر عامل غیب کہ سایہ
 کاست، بطریق بد است اثبات جسمی کہ حاصل سایہ است، میکنند ہم چنین یں سر و دعوات عالم
 او آن تدبیر جسمی اگر عالم تا سوت نخل یں است مشاہدہ سے ناپید۔
 و بعد از ظهور توحید فعالی، توحید صفاتی ظاہر خواهد شد۔

و در آواز و سے مشاہدہ آن واحد است و در صورتی۔ پس بہ پراحت اثبات اصل کند کہ
 فساد و تشعب در آن واقع است۔ و آن اصل را در ضمن آن خود سے بیند و سے شناسد مثل
 مادہ انسان کلی در ضمن افراد انسان یا مشاہدہ شمع در تماثل منقذہ از شمع، و آن اصل را
 رنگ سے فاند۔ و رنگ نئے مختلف را مانع بے رنگی نئے دلند۔ بطریق بداحت نہ فکر۔
 این مقام با ہم متصل اند، و آخر کیے با اول دیگر مرہبط است۔

فاز مردمان کہ سے بہست کہ طول العمر میں جاناند، و عروج از نیجا بسترش نشد۔
 و آنکہ قوی المحبت و کی الذہن یں است، بعد ازین حالت مترجم شرفیاب اصل صاحب غیر انصاف
 یں صورت مختلف، بلکہ از این کثرت نظریے پوشد و ذہول سے وزرہ،
 و ستمہ اللہ جاری شدہ است کہ تمام توحید صفاتی بر مشاہدہ آن اصل است و ضمن انانکہ بعد از

توضیح
خان

از ہریت خواست، پس نظریہ آنا نافذ ہے گرد و بہ آں اصل و ازین جا بے تراخی نظر پیش از خود
و اں ملل را توحید ذاتی میگویم و این مباحث، اگر چه در بحث ذوق الازل مراد ازل چیز
دیگر داریم، و همانست کالبرق الخاطف،

اما توحید ذاتی که این جا مراد است مقام است از مقامات که سالک کمال جا استقرار میکند
و بعضی سالکان از توحید انجالی بطریق طفره توحید ذاتی میسند، و به توحید صفاتی و بسیدن
حقیقتہ الحقائق در ضمن انا اصلا آشنا شدند. و قلیل ماہم۔

و بعد کمال این نسبت بے تراخی مندرج میشود بہ نسبت بے نشانی و یادداشت، و ذکر خفیہ۔
و تحقیقت اکل التفات اجمالی است بسوئے حقیقتہ الحقائق۔

چون سالک اینجا رسید بڑے اوج است کہ زمانے و راں جا و توف کند و بہ توحید تمام اشتغال
عظیم متوجہ باین معنی باشد تا محی با بنمایند کہ تعیین خاص از اں حقیقت منشعب شدہ بر ہریت ہے
نزول فرمود، و سے باقی شد باین تعین،

و اینجا راہ جنب آخر رسید،

این جا چند نکته باید دانست۔

کے آنگہ چون ایں تمام وصلت برسلاک مشکشف شد۔ راہ جنب را طے کردہ است معتقد توحید
وجودی باشد یاد۔

تفصیلش آنست کہ کئے اولاً توحید صفاتی ہے یا بد و بعد از طے ازاں در میگردد و بہ توحید
ذاتی میرسند و ایں مقام را توحید میکنند تا آنکہ نخست سطوب مشدہ نوم، و قیرمیت واجب را بہ نسبت ممکن
اتحاد استہ دوم چنانکہ در عالم شام کے سہج راے بنید و ایں جا بیج سہج نیست۔ وقت فضیلت ہے
است کہ بہ شکل سہج ظہور کردہ است۔

و چون ازین مقام ترقی کرد و بہ تشریح افتاد و ایں اخلاص از شرطہ تشبیہ دانست
و دیگرے را ہم ہیں صورت واقع شد و اں را توحید کردہ بانکہ ظہور و سرمان امر متحقق است
و اں است تا رثانیا است تا راست در نظر فقط۔

توضیح
خان

دوم نکاتین اہ امر متحقق علیہ است سیکس از او بیانیے کمالی خبردہ است۔ لہذا باین راہ رفتہ
اگر بہ در تعبیر بسیار ایشان اختلاف باشد۔ ششہ۔
عباد انکاشتی و حسنتہ و احمہ کمالی خاکش۔ اجمال پیشیر

۲۱
امام دقوی معرفت فکی الذہن سے تو اندکہ ملخص کلام الیثاں بنجہ۔ و اختلاف عبارات ہا
بدان ارجح کند۔

و اگرچہ در قطع کث و طول کث درین مقامات نیز مختلف باشند۔ و بر ہر یکے واقعات و
احوال بزعم دیگر واقع شود بحسب استعدادات الیثاں،

سوم آنکہ این فقیر را آگاہا یندہ اند کہ راہ سلوک در شریعت مبین شدہ است و راہ ہد
را بیان مذکورہ اند۔ چنانچہ تعین اسم اعظم و تعین لیلۃ القدر مذکورہ اند۔ و آنکہ کلام شارح را برین معنی فرود

آرد۔ چنانچہ مثل کسی است کہ کا فیہ ابن حاجب سابقاً این تصوف شرح کردہ بود۔

فکر
السلوک شرح
بجملات بجزیب
سلوک

امادہ سلوک آنست کہ ملکہ را از ملکات محمودہ کسب کند، بوجہ کہ آل ملکہ روح را از
جمیع جہات اعاطہ کند، و محیا و ممات و سے براں باشد مصرعہ

ہم میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

و ہر حالے کہ بایں صفت لازم ذات گردد آن را نسبت گویند
اولیاً را در دنیا مسالک بسیار اند،

نسبت

و این فقیر بحسب باطن بہ عالم اذہن متوجہ شدہ و نہایت ہر ستر لقیہ جہاد اذہن مذکورہ
و بطریق تحصیل اہل علم شدہ، درین اوراق پارہ ازین باب بنویسم
نسبت ہا دو قسم اند۔

ہر طبقہ
مطبوعہ

یکی آنکہ براہ جانب اشہ است۔ گویا نخل چنہا است

دیگر آنکہ براہ و لطیفہ داوارا ذر و یک تراست۔ گویا لب و خلاصہ آنست و بعض سلف

این قسم را نسبت علیہ میکنند۔

نسبت ہا

از قسم اخیر است نسبت اوار طہارت۔ حقیقت این نسبت آن است کہ چون کسی در نظافت

پوش و و طہر و استعمال طیب دفع رجز از بدن و ثوب مشغول میشود۔ سرورے۔ انشراح و الے

خاص رخورے یابد، نہ از قبیل قوائی طبیعہ بلکہ این سرور میراث از قوت ملکہ و پرکومے است

و چون این معنی مکرر بوجواید نفس آن آنکہ میلیر و ہیئت را خود نفس از ان محقق میگردد و یارب

آن ہیئت را محسوسد و بہ آن ملنند میشود۔ و چون عدت و جنابت طاری میشود یا بدن ثوب

متنجس میگردد در مقابلہ آن انس انقباضی و وحشت دست میدہا و تلقی و تشنگت عورت از دل پیش

میرندہ اعادیث خیرہ از خاطر محسوس میگردد و چنانچہ تا مثل و اشباح طہارت تسکین شہ و باز
علا کلام اللہ علی قلب حضرت است کہ بر کعبہ کعبہ او اندہ میدانہ کہ روح پاک (بیتہ صلا)

کیفیت مطلوبہ روئے نماید و اگر اسے رسکونہ در خود سے باید۔

بالجملہ حویں طرفین را شناخت، و از یکے متاوی و بد دیگرے ملتذ شدہ، مستخرج میگردد
یا کثرت طہارت کثرت ملاحظہ آں کیفیت، و مواظبت و خور و غسل۔

و ازاں جانجے واضح کشادہ می گردد و بسبب حقیقت ملائکہ و انس و سرور ایشان و نجابت
و بیانی بکیان مشاہدہ میکند مستلزم از تبلیغ و برود و راحت۔ و در دار دنیا این شخص در رنگ ملائکہ
ملہم میگردد و در بانی و سے ملائکہ اہم کردہ میشوند تا در رفاهیت او کوشند اما ما و اعانتہ۔ و
در دایرہ آخرت معدود از ملائکہ میشوند و یکے از ایشان میگردد،

و علامت حصول این نسبت و ممکن آن از دل آن است کہ واقعات ملکیت بسیار ظاہر
مے شوند مثل رویتانوار، و در آمدن آفتاب و ماہ در میان و دل این شخص۔ و خود را در رنگ بطور
و جوار شقایق و دیدن۔ و تناول اطعمہ لذیذہ و لبس عسل و سمن و مانند آن و لباس حریر و حلول بسیار تن
بشرط آنکہ در آن اطمینان و بصیرت و تازگی و دل خود باید چنانکہ در حالت یقین مزاج از طعم آرام می برد
باید دانست کہ غالباً این نسبت با یکدیگر نمی آید تلازم دارند پس کسی کہ نسبت عشق دارد
مثلاً چمن گلشن پس نسبت کندی بالجمہ طہارت طہارت و سے تنہی و انبساط پیدا میشود چوں آثار
این نسبت مے بیند میگردد کہ این نسبت بعض است

و همچنین صاحب نسبت طہارت چوں مناسب تمام با ملائکہ پیدا کرد و بعد نفس پاکیزہ سا
بسا است کہ منطبع میگردد و در دل مے عشق و وقت، و آثار نسبت عشق ازین جا نبیجس میگردد پس آن
لا موبت میدانہ۔

و علی ہذا القیاس ہر کے آثار نسبت را گسب کردہ است و سی تحصیل آن سر بہ کسی میدانہ
و آثار نسبت مے تقصید و التزامیہ امور بہت میشود مگر عیب بملکہ ہم فرعون۔

و اگر کے نسبت طہارت را نمی آید باید کہ بہ خلوت شود و غسل کند و جامہ نپوشد و دور کھنڈ
نماز کند، بصفیہ کہ در علاج خطرات گفتیم۔ و ذکر یا نور بسیار گوید و غسل بر غسل و در صورت وضو کند
و این نماز میخاند و این ذکر میگردد۔ و در خود بجدہمت فکر میکند کہ حال دل مے از سابق بیچگونہ فرق بود و این
ما شک نداریم کہ اہت در دو ساعت پس انظار بابت من بعد در محافظت آن باشد از منقصا

رہنہ از صلا، وی در این قای اہت و بسبب خیرتہ ہائے معلیہ ہمیں ساختہ انداخ۔ فی انصار و در ہونہ با ہم
الغیث الیہ رُبوب گریز۔ و المصدہ الجوزیۃ = ۱۲ نورانی حضرت علی

و از موانع آن احتراز کند۔

حقیقت طهارت منحصر نیست در وضو و غسل بلکه بسیار چیزها در حکم غسل و وضو هستند چنانچه عدل
دادن و فرشتگان و بزرگان انجمنی با و کردن و کاره که نافع بعامة ناس باشد و ایشان بسبب و
و عاکنند و توشدل شوند بجای آوردن، و پیش و بر وقت و سایر شعور را بر بهیت متعاد و مستحسنه و در طهارت
نگاه داشتن و آن بار پرانده گذاشتن۔ و در موانع متبرکه و مساجد عظمه و مشایخ سلف مختلف شدن و
بماس پاک و سفید پرشیدن و استعمال طیب کردن۔ و بر طهارت خضمت۔ و وقت خواب ذکر گفتن و از
خطرات پریشان ال خود را نگاه داشتن، و استفراغ مواد مودیه و اخلاط ظلماتی از بدن کردن۔ و راحت
یافتن نفس به نسیم خوش و بوئے نیک۔ و خوردن چیزهای که کیس صالح پیدا کنند تا باک و فلق دور نماید۔

این همه چیزها کیفیت طهارت را پیدا میکنند یا تقویت می دهند۔

و هیئات منکره شیطانیه، و کلمات فحش گفتن، و در سلف صالحین طعن کردن، و بیجانی نمودن
و مفاد حیوانات دیدن۔ و با زمان بمیله و امار و صحبت داشتن، و فکر را در محاسن ایشان مشغول ساختن
و خطر جماع زمانه دراز در خاطر مضموم داشتن۔ و زیادہ از مثل آنکه کسی بمستراح برائے قضاء حاجت رود
بجماع مشغول شدن و باسگان و لوزنگان صحبت داشتن، و امراض جلیدیه، مثل شرمی و قریا و حکم و حرم
و امراض رمویہ میں ہمہ صفت مقابله طهارت را آنگاه می سازد۔

فرق است در جماعی که برائے دفع اذیت کنند، و جماعی که برائے تحصیل لذت کنند اصل از
باب طهارت است۔ و ثانی انها پ نجاست۔

یعنی این چیزها را در شرع به تصریح طهارت و نجاست نامیده اند بعضی اب اشارت می نماید که کرده
و بالجملة این همه بطریق وجدان معلوم شده است۔ والله اعلم بالصواب۔

همه (۱۵)

و از آنچه نسبت سکینه است که گاهی نور طاعت نیر می نامیم و آل را شجره است۔
یکی شجره عدوت مناجات است۔ و حقیقت همه آنست که چون انسان بخدا را فغانی از تبارک
در ضمن ذکا و صلوات و دعا و انتظار و استعاذه یا در می کند لا محاله او را توجه بجانب غیب مضمحل میرسد
الفاظ و افعال دستر و زمین اهل حال میگردد و باین از جهای ضمنی نفس نا لطف از خود می گیرد و در آن
مستغرق شود، و ملک او در جوهر روح داخل میگردد و پس بسیار است که مردنی الحال مساکت است از ذکر

اقا دل سے ممتاز است بان کیفیت

و از بس که آن توجہ اجمالی است اور اقبیر نمیتواند که بعضی حالات و مناجات و آرامی دل
رغبت بد کرد و امثال آن از عبارات۔

و این مرد لا محاله مندرج میشود و با کثرت ذکر و دعا و استعاذہ و ادائے آن با رغبت و از بصیرت
و مطالعہ فائدہ۔ و چون ساعتی گذر کند به آن امور مشغول نشده و نشی ببقیاری کند انند کسی شود که از
محبوب جدا افتاده است۔ و چون باین امر مشغول گردد آن معنی باز رہے نماید و لذت تمام باید۔

کذا فی این سخن
مستور

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم برائے تحصیل این معنی از کار صبح و شام و ادویہ افتتاح در کوع
و سجود و الحاح در سوال خیر دنیا و آخرت و استعاذہ از شر قبلیین مشروع فرمودند۔

و هیچ چیز در تحصیل این معنی از ملائطہ میا و به بین اللہ و عبده۔ چنانکه در حدیث صحیح
بینی دین عبدی بدان اشارت است۔ نافع تر نیست۔

و هر که تحصیل این معنی خواهد و از تطویل سجدہ و الحاح در دعا و استعاذہ و اکثر
از کار چاره نیست۔

در ضمن این کلمات باید دانست که حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در سائر پیغمبران هرگز
بتفکر در ذات امر فرموده اند۔ الا در ضمن این کلمات تعظیمیہ اقوال عایشہ۔ در روش اصحاب و تابعین نیز همین

و مگر شعبه ثنوی حمت است بیان حقیقت سے مسبق است به تمهید مقدره۔
باید دانست که چون نفس با طغی از ملائطہ انعام قبول نماید سبب استعداده که جلدی و کسباً اورا

حاصل شده۔ لا محاله کمال نشاء نفس و ظاهر شود و اسب قوت به پیغمبر منطقی گردد۔ با آن معنی که قوت به پیغمبر
زبان شود و برنگه از رنگه بانه قوت ملکیت نه آنکه ذات او معدوم گردد و یا نقصان پذیرد۔

و این کمالیست بزرگ از کمالات انسانیه۔ و هر که بدین جانب متوجه شود و ادرا و ریاضت
بگیراں مستی از راحت و زنا هست و قدس پیدا شود۔ هر چند ظناں بیشتر خود و بیشتر تشنه شود شعر

تعالی اللہ زہی و ریاضت پر شور کز و بر تشنه آرد تشنگی زہد
گرا ز و سے تشنه صد جرعه نوشد برائے جرعه دیگر خروشد

گذشت این گفتگو از چون از چند ذاب آخر شود و تشنه خرسند
و با بجمه این امر را حضرت حق سبحانه از کمال فضل و کرم به کسی یاد بست که عام و عام

و ذکی و غنی در آن یکساں باشند۔ و برالسنہ انبیاء علیہم السلام آن کسب ابین ساخت و آن

بہارِ شریعت

محکمین باعتماد حق است از قلب و ادب جوارح است بر اعمالی کہ مدت باوردارک ملاء اعلیٰ صورت
بستہ اند و استحسان ایشان بہ تمام بسوئے آن با متوجہ شدہ۔

و ان اعتماد و عدم اتعامت است بر مضمی او تعالیٰ و یکی خود را متوجہ بان با وسط سخن کہ صحت
نفسانیہ است۔

و ملاء اعلیٰ کہ متوجہ بہ کمال بشر اندان اور خیال خود تصویر کردہ اند چنانکہ شخصے از بانائے نفع ما
مشاق میشود بساختن سر کیے کذا و کذا۔ و صورت آن سر چندان روشن ہے مستقر ہے گرد
کہ گویا آن را ہے بیند۔

و ان اعمال چیز یا اندکہ صالحان طبقہ بعد طبقہ بخدا تعالیٰ بان با تقرب جستہ اند و اعمال
نامائے ایشان بان پُرسندہ اند۔ و ازین جهت در ملاء اعلیٰ استقرار کام یافتہ اند۔

پس چون مراد این امور را در عقل سے آرد۔ و استحسان در خدا در سر ملاء اعلیٰ بسوئے مے
سیلان نماید چوں آن صورت کہ در افغان عالیہ و جوارح ایشان موجود است همان صورت کہ در
مدارک ملاء اعلیٰ مستقر شدہ۔ لا محالہ تلبس بان با تشبیہ قبول الہام شود و فائدہ آن وہی۔

گاہے ملاء ساغل از ملاء اعلیٰ قبول میکنند صورت رضا و استحسان را۔ و برگردانیں و گویا

حلقہ میزند یا برائے این جماعت اجزہ میگسترانند، در قلوب اس و بہانم الہام سے کشد تا اور را نفع
رساند نہ ہر جانب و این چیز یا مشربکات و خیرات و فایزیت و عافیت نفس مال و دل ایشان میگرد۔
چوں این مقدمہ اوضح شدہ بدانکہ بار بار مشاہدہ افتادہ کہ در مجالس مکر خصوصاً مساجد متبرکہ
چوں جماعت بزرگ نماز مشغول میشوند ساعتی نہ گذرد کہ برکات ملائکہ بہتر از فیسے طیبے و زود نفوس
ایشان را احاطہ میکنند بصفت حضور و مشاہدات منتصف شدہ باشند یا نہ۔

و نیز مشاہدہ افتادہ کہ چوں ذکر اسم اللہ بشد و ترتیل میگوید صورت این اسم بسیار کہ رنگ
نسلہ نور و نفوس ملائکہ و کلمہ بزرگ منطبع میگردد و چوں اکثر ان میکنند زین نفوس بہ تشبہ ترقی ایشان
منطبع میگردد۔ و کہلاتا انکہ میرسد بخیرۃ القدس و تجلی الہی کہ بشریہ قلب است در شخص کبرے ایست۔

و ہمانا پیغمبر یا صلی اللہ علیہ وسلم آجما کہ فرمودند۔ صدعا بھا ملک عجیبی بھا و جملہ رحمان
ہین معنی ارادہ فرمودہ۔ واللہ اعلم۔

و در بعض اوقات دیدہ شد کہ اگر در نماز را احاطہ کردہ۔ و ان بقدر ہمہ کیفیت نفس
کیف شدہ۔ واللہ اعلم۔

بہارِ شریعت

نار
نار
نار

ازین جا است که شایع (علیه السلام) حضور را در صلاة شرط نه فرموده است -
و بسیار است از طاعات در غالب احوال اشباح مناجات نیستند مثل فرج و طواف
و بی بی بنی صفار المروة، و نظریه کعبه بصوم و صدقه و جهاد و عیادت مرضی و اتباع جنازه و مثل آن
لیکن آنچه این قسم برکات میگردند - در ہم پایی سبب مطلوب میشوند -
و با بجز رفته رفتن است - نگار اجزای نفس قبول میکند و ملکه میگیرد -

و نزدیک این نظر معنی حدیث "ما تقرب الی عبدی بشئ منی احب الی مما افترضته ولا
ینالی (اصحیث) آن است که چون این صفت در فرض بیشتر است، لا محاله حب حضرت حق
بجانه در ضمن حب ملاء اعلی بدان جانب مصروف تر است -

و سبب اکثر نوافل نوسه از جانب حق سبحانه و تعالی نور ملائکه در روح این کس داخل میشود
و قیوم شے میگردد، و سبب استجاب دعا و اعاده و سے از کرد بات میشود -
و این بار بار دیده شد - مانند ثوبی که بشکل شیر یا ماهی سازند - و در سج طیبه در آن داخل
شود، و آن از پرکنده حرکت دهد در آن ریخ اجزاء مایه باشد و اثرش در جمیع اعضا شے میگرد
ماهی داخل شود - شجر -

سوره

ماه شیرین شے شیر عسلیم بنبش مثل از باد باشد و مبدم
ولله المثل الاصلی - قال الله تبارک و تعالی مثل نور و مشککة فیها مصیام -

تو عابن عیام مثل نوری فی قلبی لمن کشف کفیه فیها مصیام -
شبهه نالذ انصباغ است بالوار اسماء الہی -
بیان حقیقت آن مسبق است به تمهید مقدمه -

باید دانست که اسماء الہیہ چه بسطیه، مثل نشور و حمان و رحیم و چه مرکبیه مثل آیات اذعیه
و الذ بر صفات واجب تعالی، چون آیت الکرسی - و قل هو اللہ احد و آخر سوره حشر در عالم مثال شخوص
این اسما قائم اند چون نیک راں با تفریق نظر میکنم ظاهر میشود و که عنصر بدن آنها از قوت مثالیه و
تحلیل ملاء اعلی است و روح آن صفات ذاتیه اصنافیاند - و آن شخوص همه نور در نور اند -

چون این مقدمه مهید شد بدانکه چون مردی من آن الفاظ را به نیت صداقة و اعتقاد تمام
میخواند - دل خود را مقدر به محافظت آن اسما مدار و مفتوح میگردد و بسے بایه از آن شخوص مثالیه تفریح در بر آرد
بروے ترشح نکند - و در آن حالت می باید - و هر چند در آن لذت بیشتر است - و این است در آن زیادة نور و بر چند
جمع صفت بیشتر ظهور در این انوار بیشتر -

برائے ہمیں ستر انبیاء علیہم السلام امر فرمودہ اند بہ محافظت صحیح دعواتِ ماثورہ۔ بعض اسماء
 اہم عظیم نامید اند۔ جو اوصیٰ اوعیہ بیان کردہ اند بغیر ملاحظہ آنکہ اس داعی معرفتِ محققہ سے پیدا کردہ یا نہ۔
 بار بار در مجالس ذکر ویدہ شد کہ اسم اللہ کہ از زبانِ ذاکر برے آید از حقیقتِ بغایتِ عظیم
 جوش میند۔ و دلِ ذاکر را احاطہ میکند۔ قال حقیقت را شاہراہی کشادہ است بجانب ذات۔
 [اس فقیر آگاہانیدہ اند کہ ہم چنان کہ اہل دعوتِ اسماء با اسمی از اسماء اللہ مشغول
 میشوند۔ و چنداں تلاوت می کنند کہ نفس تلاوت کنندہ بہ حقیقتِ شایبہ آں اسم متصل میشود و میان
 نے و میانِ ایں اسم سببے کشادہ گردد و بعد از اں آثارِ محققہ آں اسم۔ چہ نفسی و چہ آفاقی بہ ادنیٰ توجہ
 بہ آن و حوض در نور آں میسر میشود۔ علی بن القیاس چوں علیہ بصلوٰۃ و اذکار و سایر طاعات
 مشغول شود و اکثر اہل نماز نور آں طاعت کہ در عالمِ مثال متشخّص است۔ بوی متصل شود
 و نفس سے را در گیرد۔ و مرئی بوی گردد۔

پس چوں در عالمے از احوالِ چشم بہت در اں نوردہ زد و بجلی بوی متوجہ شود
 استرال کند از آنجا تو ائے الہیہ و رائف و آفاق۔

و آگاہانیدہ اند کہ نسبتِ عبّاد بنی اسرائیل ہمیں بود۔ و آثارِ عجیبہ مثل استجابتِ دعا
 و غیراں ایشان را از ہمیں جا منشعبے شدند۔

و نیز آگاہانیدہ اند کہ اتوی اسبابِ تحصیلِ ایں نسبت در اذکار ذکر اسم اللہ است
 وقت خلوتِ ادتشریحات و خلوتِ از فضل اللہ، با تجدیدِ طہارت و صلواتِ عقبہ بر اہل و بانہا۔
 تشدیدِ لام، و ایفائے کیفیتِ نماز و زمانے ہور زمانے تصورِ نور منبسط و رجوع کردن۔

چوں باین قسم چند ہزار بار تلاوت کند لا محالہ اتصالی ہاں نور پیدا میشود۔ من بعد در
 تسبیحِ تحمید و تہلیل و تکبیر و استغفار و توحید، و ادنیٰ اسمی، آں نور متلبس بہ معنی کہ ایں کلمات
 اشارہ اند بسوئے آں متشخّص میشود۔ و مصدر آثارِ نفسی و آفاقی افتد۔

و در صلوٰۃ کیفیتِ تحصیلِ آں آنست کہ نماز سبک با کثرتِ رکعات کند۔ و در خود بر وضو
 نماید و وقت بعد وقت نور منبسط و رجوع تصور کند۔

و نیز آگاہانیدہ اند کہ اکتفا بر اصل ہر کان با کثرتِ رکعات صورتِ ایں نور است۔ و ادھیہ

سبب خطوط و مدنی کے اند الی عبارت نسخہ خطی مکتوبہ در ۱۳۳۰ء میں اصل کتاب درج ہے اور مطبوعہ مکتبہ نوری میں ان الفاظ سے
 مذکور ہے۔ در بعض نسخہ بعد لفظ بجانب قات عبارتہ دیدہ شد معلوم نیست کہ از لغوات است یا اصل کتاب آں میں
 ایں فقیر الخ۔ ۱۳ نور الن۔ ۲۲ اگست ۱۹۳۱ء۔

استفصاح و غیر آن خواندن صورت نسبت صلوات مناجات و شائع بہر کیے اشارہ فرمودہ۔
 ازینجا معلوم میشود کہ آنچہ صوفیہ زمانہ ماگماں میکنند کہ صلوات چوں در کمال حضور و خشوع نباشد
 فائدہ معتد بہا نمیدہد از بعض الظن است۔ و منشأ آن عدم اطلاع است برین نسبت اللہ اعلم

و بالجملہ اسم اللہ ایتہ جهت صعود بذات الہی میشود۔

کے از راہ ملائکہ۔ چنان کہ سابق ذکر کردیم۔

دیگر اندازہ ہمیں اسم و صورت ثانیہ او۔

قوم آنکما از راہ نفس ناطقہ و تمت اور نخطیرۃ القدس رسد۔ واللہ اعلم
 و بالجملہ و طاعات ایں ہر سہ شعبہ منظور اند۔ اگرچہ طاعات بعد ازین متفاوت باشند بعض

علامت مناجات بیشتر است۔ و بعض آخر شمول انوار رحمت بیشتر۔ و در بعضی انوار اسما زیادہ تر۔

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ مجذوب و غیر آن در عالم برزخ و قیامت و ما بعد آن ہمہ یکیاں

خواہند بود چنانچہ امر و زعارف و مستانف و احکام شرعی و عرفی متساوی المقدم اند۔ یکے سا بر

دیگرے ترجیح نیست۔

آئے مجذوبیت او کمالیت و رتق و فیما بینہ و بین اللہ کہ آزار برائے چیزے دیگر حاصل

مذکورہ، مطلوب لذاتہ است۔

و علم مکان و مکانیت و آخرت اثر میں نسبت است کہ مسی بسکینہ کوہ ایم۔

و من بسیار عجب وارم از کسیکے بایں نسبت طفت نیست بلکہ او را مانع کار و بار خود میدانند

و میگوید میرا این نسبت طوطی مٹوش کرد۔ آیا نمیدانند کہ روشن تر و صاحب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین

ہمیں نسبت بودہ است۔ آئے کل حزب بما لدیم فرعون ہر کسبیاں فی نصیب دست خوردند است

ہمہ (۱۱)

و از جملہ نسبت لائے معتبرہ نزدیک قوم نسبت اویسہ است کہ مانند زرخ است

بین النفسین۔ و پیرہ و جانب ربطے وارد۔

و حقیقت ہے کہ آن است کہ نفس ناطقہ انسان بنزلہ مرآة است کیفیات روحانیہ و

جسمانیہ را۔ و ہر کیفیتے را استعدادیت خاص، و در میان ایں دو استعداد خافی کلی است۔

و ہر بار در حق خود غیبی میں بھی درج ہے۔ معبودہ کا ہر شے اس فطر رحم تھا۔ شائع ہر کجا اشارہ فرمودہ۔ ذوالحق غفر

تکے کزادہ در فطیہ۔ در میان ایں دو استعداد تنافی نیست۔ تفسیر ص ۱۲ نور الحق

داز جملہ این کیفیات روحانیہ یکے آن است کہ آن نفوس انسانیہ کہ از حیض ناموت
 در وہ ملکوت منتقل شدہ اند و حیثیات خسیہ و نسیہ را ترک کردہ و حامل کیفیات طیبہ و فانی
 ہاں شدہ اند۔ و رنگ مشکے کہ در رے ہوا بقوت نفع کنند تا ازاں متملی گردو و در آب فرو نہ نشیند
 ایشان رنگے در مرآة این نفس منطبع گردو۔ پس این شخص۔ انما سبقتے خاص حاصل شوو برا روح طیبہ۔
 قیات ایشان۔ از انس و انشراح و انجذاب۔ بجانب غیب و انکشاف اشیا کہ از غیر ایشان مستتر باشند
 این نفس ظاہر شوند۔ خواہ این مناسبت نسبت اروح انبیا باشد یا اولیائے امت یا ملائکہ۔

و بسا است کہ مناسبت بہ روح خاص حاصل شود۔ بجهت آنکہ فضائل رے استماع کردہ محبتے
 من ہم رسانند قآن محبت سبب کشادہ شدن رے گردو۔ میان آن روح و این کس۔ یا بجهت آنکہ
 روح مشرورے باشد یا جدے باشد و در رے ہمت ارشاد و منتہیان خود ممکن شدہ۔ یا
 بہت مناسبت جلی کہ در نہایت وقت است پس آن شخص ادر مقامے بیند مانے مستفید میشود۔
 این فقیر حوں بعالم ارواح متوجہ شدہ انجا چند طبقہ یافت۔

یکی طبقہ ملائعہ اعلیٰ۔ در راں جا ملائکہ علویہ مدبرہ را یافت۔ چون جبریل و میکائیل و بعض نفوس
 مادہ را یافت کہ بالیشان لاحق شدہ اند و ہمزنگ ایشان گشتہ۔

و خاصیت اویسی ایشان آنست کہ در روح نفس این مرد منطبع گردو صوت علمیہ حضرت
 یسویجی کہ مشتمل باشد بر کمالات ابداع و خلق و تدبیر و تدلی و فوعہ واحدہ۔ و این علمہ را حاصل
 و در بغیر قصد و احتیاسے و بغیر اعمال فکر و توجہ۔
 و بسا است کہ منطبع گردو در رے تدبرات کلید و احکام و تقضایا کہ در حظیرة القدس متحقق
 شدہ باشند۔

و اکثر انبیا را این نسبت حاصل میشود۔ و ازینجا منشعب میگردد و اکثر علوم ایشان۔
 دیگر طبقہ ملائعہ سافل و علامت این نسبت ظہور ملائکہ است در رویا و تقیظ۔ و ترو دہی
 محبت و راموے کہ بدان ماموران و جان مشغول اند۔ پس مے ایشان امی بیند و مے شناسد۔
 و دیگر طبقہ ارواح مشائخ صوفیہ جملہ یا فردا و افراد صاحب این نسبت الابد بہ نسبت آن
 روح محبت و عشق حاصل شود، و فانی المشائخ دست دہد، و این سہرور جمیع احوال سے داخل خود
 مددگاہ نگاہ ریح نہائے میرنیزند و تا زگی آن در ہر شاخ و برگ گل و میدہ ساریت میکنند و در
 برکے واسطے دیگر و مافہ دیگر ظاہر شود۔

مشغلہ
اعمال
تعمیر
و
فیرو

از نیجاست حفظاً عن مشائخ و موافقت زیادت قبور ایشان، و التزام قاتل خواندن
صدقہ و اون برائے ایشان - و اعتنائے تمام کردن بتعمیر آثار و اولاد و مستحقان ایشان -
و بالجمله ہم چنانکہ چون مرد جوان شود و منی در شے حادث گردد، لامحالہ مندرج شود
بسوئے طلب زوج و محبت آن و عشق آن - ہر چند از کسے آن صورت تمیدہ و نشیدہ باشد چنانچہ
صاحب ہر نسبت بہ آثار آن نسبت مندرج میگردد، از کسے دیدہ و نشیدہ باشد یا نہ -
و از ثمرات این نسبت رویت آن جماعت است در مقام وفادہ یا از ایشان یا قس
در ہالک مضائق صورت آن جماعت پدید آمدن - و حل مشکل کسے باں صورت منسوب شدن
و آنچه ہاں ماند -

باید دانست کہ صاحب نسبت او ایسے نسبت آن ارجح ببطع خاص پیدا میشود کہ در
روح این کس مندرج باشد - یقیناً در ویا دریں جافرق ندارد - اما چون این کس بخواب میرود - و حوا
ظاہر از شواہل خویش استراحت می یابند، و فی الجملہ خلاصی از احکام طبیعی می یابند ہاں صورت
مکتوبہ خاطر کسے برائے کاری آید، و التفات کسے متصور میگردد و ہاں جانب - و از نیجا چیز ہا
شگرف و معاملہ ہائے رنگین ظاہر میشود -

بالجملہ از ثمرات نسبت او ایسے ہر قسم کہ باشد، رویت واقعات و مبشرات است و آن کہ
در خواب برائے او دلائل عظمت و شرف بینند - و او را قبول کنند، و در حقیق و شدت او نصرت
از غیب حاصل شود، غالباً در معاش خود تا شہ غیبی بینند -

و انانکہ بے ظاہر بطریق توہ مشغول میشوند و جذبہ و راحتی می یابند - و درین
اسباب عقلت انجذاب خاطر از ایشان نزد و غالباً از مناسبت ارجح خالی نیستند بہ تفصیل اندر این
و قبل از انکہ ارجح طیبہ اولیائے امت بسیار شوند، و جو باں ہا ممتلی گردد، مستعدان
این نسبت بہ نسبت ملائکہ مقربین متحقق میشود - و انان جا علوم نبوت و حکمت مترشح میشود
و انانکہ ازین قوم قبلت مبعوث شد، و انان ہی میگفتند - و انان کہ مبعوث نشد حکیم و صدف
و چون بہ بعثت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم مستطی از مثال با این عالم منتقل شد و جو
ممتلی گشت، مدو لاج امت نیز در انجا بسیار پیدا شدند، ان کیفیت از عمیون مردم مستتر شد بہ منزلی
سحاب در جو مترکم شود، و از رویت آفتاب مافع آید -
و ہر تیر الہی کہ درین عالم ظاہر شود لامحالہ در انجھے و صورتی خاص است ازین عالم کہ بوس

و انانکه مناسبت بسا ارواح وارند، باعث برخصصیت آن اسباب طایفه شده اند مثل
آنکه دے محبت آن بزرگ بسیار وارد و برقبولے بسیار میروید و این معنی سلسله جنبان از جهت قابل
گشته است. و آن بزرگ را همت قویه بوده است در تربیت منتسبان خود. و آن همت هنوز
در روح دے باقیست. و این معنی سلسله جنبان از جهت فاعل است.

و بسا است که ادیسی عالم ارواح است اجمالاً، ولیکن در نظر دے این مناسبت
مشخ شد بشخص خاص لا سبب هناك.

و چون این نقیر بار روح مشرخی صوفیه متوجه شد اثر آن توجه در خود بچند وجه یافت.
از انجمله رنگ اعمدال قوای طبیعیہ ہیئہ.

و این فقیر را آگایانیدہ اندکہ غالباً چوں شرح صوفیہ چهارصد سال یا پانصد سال
آن میگردد و قوائے طبیعیہ کہ حاجب عرفت شدہ بعد فرومی نشینند انتشار و تواتر اجرائے نسبیہ
بر ارواح ایشان غالب می آید، و چوں بر قبور ایشان توجه کرده شد رنگے از ایشان بر روح این متوج
پدید آمد مشابه آنکه آفتاب بر چیزے رطب تا بد آن رطوبت تخلیل میشود و تقاطر آب آن چیز فرو میریزد
و از انجمله آنکه روح آن عزیز بمنابہ حوضی باشد متلی اذ آب و نور آفتاب را ظاهر و باطن
احاط کند و همه شعاع گردد و همچنان دوامت و توجہ بجانب غیب روی ظهر کند و او را از جمیع بلایا احاط
در ضمن این کلمات باید دانست کہ ظہیر اثر توجه بار روح دوم است. یعنی آنکه این شخص روح خود
بدان حقیقت کہ در قبرے مستقر است. مثلاً ملتصق گرداند در وحش اداں جارنگے گیرد. و دے زرا
رنگ تامل کند و حقیقت کار شناسد. بمثل آنکہ ارتفاع آفتاب از اذ ظل مقیاس مے نشاء
یا روئے کسے ادر آئینہ مے بیند.

و دیگر آنکہ مشرف شود بر باں قبر و واضح گردد و دے کیفیت آن مثل آنکہ کسے چشم بکشا
و آنچه مقابل آن باشد ببیند. و اینجا چشم چشم بصیرت است.

تیز یا بد دانست کلابیا علیہم السلام از اول فطرت مناسبتے پلانکے مقربین کہ بد بر
پیدا میشود. و از همین مناسبت بر ایشان آہے کشا و میگردد و بسے بجلی حضرت حق و مبارک شخص
نفوس افلاک و ملا جا علی. و از انجا منتقل میگردد بر نفوس ایشان. و آن صورت علمیتہ کفایت

عنه این المیزان ۴ - در ۳۰۰ سال اول و غلط ۳ دوران ۳۰۰ کذا در ۱۹۰ در خطیہ. و نقاط
مکان پیرو میوند ۳ - دلالہ. قطر مانے آب. قلیراجع ۱۷ نور

Marfat.com

سیکند ایشان را از جمیع معارف تفصیلیہ و راہ ایشان را راہ جذب و راہ سلوک است۔
 و آنکہ کلام ایشان را بر مسائل وحدت وجود فرود می آرد ایشان را شناخته است و راہ
 ایشان را ندانند۔

ہم (۱۲)

و از جملہ نسبت ہائے کہ بہ جذب تعلق دارند، نسبت یادداشت است و تعریف این

نسبت یادداشت

مسلوق است بہ بیان مقدمہ۔

باید دانست ہر چیزے کہ علم ما بوی متعلق شود۔ مجرّب باشد بالذات یا متخیز یا از متعلق
 متخیز۔ لابد نزدیک تعلق علم ما بوی صورت ہے در لوح ذہن ما منتقل میگردد، و آن صورت
 مکشوف حقیقت ہے میشود۔ و در حالت علم نظر اتفات ازین صورت میگردد و بہ آن حقیقت
 پیوندد۔ و مثل آنکہ نظر از عینک نفوذ نماید و بمرئی رسد و وجود عینک حسب نظر و اتفات
 در میان نباشد یا خیال درختی کہ بر شط نہر الستیادہ است در آب نہر مرئی شود و تمام اتفات بجا
 آن خیال باشد و صورت آب مخطور نہ گردد۔

و ہم ازینجا قدمائی حکماء گمان کردند کہ نزدیک علم نفس ناظر با معلوم منہ سے شود۔ و
 متاخراں ظن کردہ اند کہ صورت علمیہ عین معلوم است۔

با بجلہ نزدیک انتقاس این صورت علمیہ رفہن ماء ماراد و حالت پیش می آید۔ یکی آنکہ یکی
 اتفات بجانب معلوم باشد و آن صورت علمیہ بمنزلہ عینک گردد۔ این حالت مسمی بہ علم شے است۔
 و دیگر آنکہ یکی اتفات بجانب این صورت علمیہ مصروف باشد۔ و آن حقیقت بہ غیر اتفات
 تبعی جمالی ملتفت الیہ نگردد و این حالت مسمی بہ علم العلم است۔ و شک نیست کہ حالت ثانیہ قریب حالات
 است بہ اولی، و نگاہ و التفت آن مستعد میگردد اند مر حالت اولی را، و خلیفہ اوست بعد التفتار و۔
 و در وقت ظہور تجلی صوری چون حواس ظاہرہ از شوائب عمل خویش استراحت می یابند و آن
 صورت ملتفت الیہ روح میگردد و نصب العین میشود۔

و این صفت مخصوص بر ویان نیست بلکہ بسیار است کہ در نقطہ استراحت حواس واقع شود
 تجلی صورت نماید۔

و این صورت علمیہ لازم نسبت کہ بدن تشکل و تکلیف و تخیر نصب العین نشود۔ بل رادی

دوقوت و دواعیت نہادہ است۔

قوتِ تخیلہ کہ اشیا را متشکل و مشحون می سازد، اگر چه فی حد ذاتہا شکل نداشتہ باشند چنانچہ قوتِ غصبیدہ بصورتِ سلیح می بیند۔ و قوتِ طبع را در صورتِ غراب۔

و قوتِ تکریم کہ اشیا را معانی بسیار زد چنانکہ گاہے ما را شخصی کہ در سنہ ماضیہاں را دیدہ بدو یکم یاد می آید، و با حضراتِ صورتِ او مشتاق میشویم، اولاً وراً بوجہ جمالی کلی کہ صادق بر کثیرین میترانند شدہ می شناسیم۔ بعد از آن فتنہ رفتہ شکل آن حاضر میشود بوجہی کہ خاص باشد بآن شخص۔ و همچنین گاہے ما نظراً اجمالاً یاد می آید کہ چنان و چنان آیت در فلان سورہ است و درین حالت صورتہ اجمالی حاصل میشود کہ بسیار آیت مظہر آن و شیخ آن تواند بود۔ شکستہ کہ اینچنین را معنی بسیاریم چنانکہ در صورتِ اولی معانی را متشکل بسیاریم۔

و از راکب مفہومات سلبیہ و انتزاع کلیات از افراد ہمہ از نیرنگ مانگے قوتِ تکریم است۔ چنانکہ این مقدمہ واضح شدہ بدانکہ عارف مجذوب بعد از آن کہ معنی بے نشانے یافتہ باشد گاہے متوجہ میشود بدان جانب بحیثیتِ تمام، و قوی و متشاعر و ہمہ تابع حقیقت در آگاہ میشوند ازین با عادت میگردد و در قوت و ہمینہ او اشارہ اجمالیہ بسوئے آن حقیقت بے نشانے۔

در آن عبادت و وضع و شکل و شیخ نیست۔ لیکن ہیئت خاص معنوی هست۔ و آن تجلی حق است در قوتِ تکریم مثل و مثل صورتی است کہ در تخیلہ او حاضر میشود و آن را تجلی خداے دانند۔ انلا انکہ این تجلی زہی است و آن تجلی خجالی۔

پس عارف این تجلی زہی را محافظت میکند و آن را ہمیشہ در قطر میدارد۔ پس این محافظت کشادہ می سازد بر اشعار را بے عظیم بہ جانب مرتبہ بے نشانے و استعداد و قوی می بخشد مراد را۔ و از مشایخ صوفیہ اول کسی کہ این راہ رفت و این طریقہ را مسلوک ساخت و صحابہ در بدان جانب متوجہ گردیدند و اولاد کلی بدو بجانب مصرف نمود، ہر چه گفت ازینجا گفت و ہر چه کرد ازین جا کرد و خواجہ نقشبند اند۔

و این را در دم مراقبہ میگفتند۔ و می گفتند این وجہ خاص است۔

و بعد از اینهاں خواجہ بلید اللہ حرار راہ جذب انحصار ساختہ اند۔ و میل دل بر تہ

بے نشانے و نماندن باینستہ و بگر جز آن در دل۔ و پیوستہ بدان جانب نگر بسپین کشیم دل مقرون
 در بہ عبادت مفرطہ این کیفیت را اختصار راہ جذب دانستند پس باین اعتبار طریقہ مختصر پیدا شد۔

و اصل در افاضه و استفاضه آن صحبت است

لحا
در خطبه
استبداد
۱۲

بعد از آن زمان در گذشت دوران کیفیت که از سینه بسینه میسر تغییر کے راه یافت و
آن میل بر ترتیب نشانی مفقود شد بجائے وے سالکان مختصراً آنچه در اصل ایمان بدان لہین
آوردہ بودند پیش گرفتند و ازیں جا انتقال کردند بہ محافظت صورت علیہ آن و در تکمیل
آن نسبت و ادا مت آن افتادند و دانستند کہ مطلب را یافتند۔

عوام اتباع میرا الی علی ہیں نسبت دارند و این فقیر بسیارے را از ایشان دیدہ۔
و از ایشان آنکہ اسم اللہ را در خیال محافظت میکنند نسبت او مناسب تر است۔ و آنکہ آنرا در
خیال ندارد آن نسبت نزدیک و مشابه آنست کہ کسی حواس او بہ کیفیت سگر منتهی گردد۔
باجملہ این نسبت نزدیک اہل جنب طہرے دار و بطحے ظہرش کیفیتے است مستقر
در سمہ و طحق بہ او۔ و بطش بے نشانی صرف کہ مد رکب آن روح مجرد است۔

و نزدیک آنانکہ جنب موفق نشدہ اند۔ انرا بجز کیفیت نسیم کہ غالب مؤثر است و جودی۔ نسبت
و از حواس این نسبت آن است کہ صاحب او مستعد وجود عدم میگردد یعنی غیبت از ادراک اشیا
اشیا۔ و بطور خطرات در توجہ ہاں جانب۔
و از آنجملہ قوت تاثیر بر سالک است بوجہی کہ در یک نگاه و ادنی التفات بوجود عدم برسد
و از تشویش حواس در گذرد۔

نسبت
در خطبه
۱۲

و از اجملہ جدت و سورت ہمت است بجدے کہ قوت عازمہ در شخص اکبر رسد۔

و ازیں جا است تصرفات ایشان۔ از قبیل ہمت بستن در فتح عرض و غیراں و
کنش و اشراق نیز بجمہ دست میدہد۔

کندان
کلیما
در خط
بلبرج
۱۲

مجموعہ

و از اجملہ نسبت توحید است و تحقیق آن مسبوق است بہ تمہید مقدمہ۔
بدانکہ زید و عمر و دیگر و ساثرانرا و انسان مشترک اند و حقیقتہ انسانیا و سببیکے
مخصوصیتہ ذریعہ از یکدیگر تمیز است۔

نسبت
توحید

ان خصوصیات عین انسان نیستند و الالب عذوقی در جمیع یکے با شاد و ان مدعی البطلان
است۔ و غیر انسان من جمیع الوجوہ نیز نیستند زیرا کہ بر ہر دو عداوقی سے آید کہ این انسان است

وآں خصوصیات از صدق انسان منع نمیکند۔

پس ایجا در میان این خصوصیات و انسانیة نسیجی هست خاص که معبر میشود بظاہریت و
منظہریت۔

پس انسان این سو است، باز انسان این ابیض است و اختلاط انسان در صورت اولی
بہر و ظہور و نیست در مظہر خاص۔ و اختلاطی در صورت ثانیہ با بیض ظہور وے است در مظہر دیگر۔
این نسبت گاہے مبدین میشود و مثل مادہ در صورت چنانکہ در قریع و ابیض صورت جسمیہ کہ مشترک
است در جمیع اجسام۔ آں اولاً آب است، بعد از آن ہوا۔ بعد از آن ثانیاً آب و درین صورت کسی
گوید کہ آب و ہوا چیزے دیگر است مضموم بآں موضوع واحد۔ زیرا کہ اگرچہ صورت جسمیہ متین است فی حد
ذاتہا۔ و درین تعین محتاج آب و ہوا نیست لیکن اورا تگونی ہست در مرتبہ صورت نوعیہ آں تگونی
بہر صورت آب و ہوا مستحق نیست۔

پس چون بحسب تگونی مرتبہ انواع اعتبار کنیم آں صورت آب یا ہوا است و مضموم بہ
آب و ہوا۔ اگرچہ اعتبار ضم نیز در موطن خود و جہے دارد۔

پس این نسبت خاص را نامے باید کہ بہ آں معنون شود۔ و آں نام نزدیک ظہور است
فماہیة الظہور ان یکون الشئ الواحد المتحقق فی نفسہ متکوناً شيئاً آخر فی صورتہ
اخری، و مثال آں ظہور نوع است در افراد خویش، یا ظہور شمع در مستدس مربع، و مثال انسان
و خرس یا ظہور ملک علم در صورت علمیہ کہ این ساعت در زمین ناقش بستہ است۔
و این را مثالہا بسیار است۔ و کلام مستوفی در تحصیل معنی ظہور و بیان اقسام آں از موضح
دیگر از تصانیف ما باید طلبید۔

بالجملہ صورت انسان و صورت فرس و بقر شاة و ابل و حمار و غیر آں متعین اند فی نفسہا
در مرتبہ خویش۔ و محفوظہ الاحکام و الآثار۔ و در احکام فردیت و آثار آں محتاج ظہور در افراد اند۔
باز این صورت بلئے متعینہ محفوظہ الاحکام تعینات و مظاہر حیوان اند مثل آنچه در افراد
بیان کردیم۔ و ہم چنین مرتقی میشود و امتزاج جوہر و عرض۔

حکما تا ایجا رسیدند و متوقف شدند۔ بلکہ جزم کردند کہ در میان جوہر و عرض امرے نیست

و اصل حق دانستند کہ ہر دو واقع شود

و اصل حق دانستند کہ ہر دو متعین اند در حقیقت، اگرچہ آں حقیقت مثل سائر حقائق بہ احکام و

فصل
حکما تا ایجا رسیدند
و متوقف شدند
بلکہ جزم کردند
کہ در میان جوہر
و عرض امرے
نیست

تأثر خاصه نشانده نشاند.

راجع شود

واحق اسماء باال حقیقت وحدانیه هست است. و گاهی وجود نیز میگویم.

داین هست حقیقت است بسیط که تعینات دیگر مصادوم او نمیتواند شد.

و مره دیگر چوں در عالم نظر میکنم همه مرکبات طبیعی و صناعی می یابم چوں شجر و حیوان و
عادن و سریر و ثوب و مانند آن. با جمله حقایق متمیزه باشیائیکه مبداء آثار هستند. و آن را صورت
بیم. در موضوع آل همه جسم عنصری است.

باز عناصر و افلاک را نیز صورتی است خاص، و آن همه امروعه است نسبی بصورت

سببه و ماده اولی علی ما هو عند اهل الاشراف. و آن ماده قابل و علت فاعله آل همه ارجح میشود
وجود بمثل با ذکر تا. و با جمله در عالم سلسله یا بیم مترتب، منتهی تا وجود.

مثل آل وجود نسبت این تعینات مثل خط سیاه است به نسبت نقوش کتابت یا وحدت
است به نسبت مراتب اعدو. و این تکرر واقع در همه مثل امواج است به نسبت دریا.

پس اینجا اصل محقق است یکی وجود و دیگر باهیات. و عقلا را تحقیق نسبتی که در میان
وجود و باهیات واقع است سخن دراز است. و احوق مذاهیب آن است که وجود قائم است بنفسه
در مرتبه صرافت محتاج چیزی نیست. لیکن ظهور میکند در باهیات شئی که بمنزله ذرات اندک
بهر باهیت قدری دارد و احکامی.

و این ظهور منوقف است بر چیزهایی بسیار، بعضی ظهور مسبق و مشروط است به بعضی
خر. و این باهیات کثیره همه سلسله است مترتب که هیچ چیز از آن محل خود متقدم و متاخر
نیتواند شد.

و وجود را دو کمال است یکی ظاهری و دیگر باطن. و تفصیل آن به مثالی واضح شود و عدد
محاسب مستحضر میباشد. و این سخن را آن بار بعد از توون آنها بود میدهد. و محاسب نمیتواند
روده را و نیز سازد. و باز رده را زود سازد. یا شش را بر پنج مقدم کند. یا جمله هر عددی
ترتیب دارد و حکمی و محاسب تخیل نمیدهد.

و عقل حکم میکند که آن سلسله مترتبه در مطنه از مواطن نفس الامر متحقق است و منشأ آن
در حکام آن سلسله نفس الامر است و قانون تاثیر محاسب نیست. و جعل عاجل در آن هیچ اثر نکرده. -
هم چنین فیما سخن فیه دو مرتبه است. مرتبه که مشابه سخن محاسب ایجاد است. ظاهر فیروز ج ۱۲ اثر

سه کذا
و این اشکال
فیروز ج ۱۲ اثر

ووجود است - و وجود یک چیز است که مبدء این دو کمال افتاده است -

باقی ماندگار که این حقیقت واحدی که عالم در آن متعین است و ماهیات استعدادات
فعلی اند فعلیت ماهیات ظاهری است - و هست و خارج و عین اشارت بسوی و نیست چیزی
قوی گمان کرده اند که عین ذات الهیه است - و اینها ذات بخت همین حقیقت را
گیرند لا بشرطی - و احدیت همون حقیقت را بشرط لا - و احدیت همون را بشرط شیء -

و این عقیده ناشی از قلت تدبر شده است -

و بر این فقیر محقق مساخته اند که آن حقیقت که مطمح الیثنا درین دیده شده است
نفس کلیه است - و همان است آنکه بعضی مکاشفین وجود منبسط نیز نامند و وی طبیعت است
طباخ - اگر چه ایضا باشد و مبدء الیثنا گردد -

و چند آنکه این نفس کلیه با وجود منبسط ایما شتت قتل با وجود سرزنش
اشیاء و قرب و با از هم پاکست و از جمیع الیوات منزله - صد چند آن ذات الهیه از
نفس کلیه دور است و از ضیق تفهید مبراه

آری چون تاثیر ذات الهیه در نفس کلیه و آنچه فوق نفس است - از باب ابداع است
باب خلق - اگر کسی بر ضربی از تسامح گوید که نفس کلیه تنزل ذات الهیه است
و این فقیر را آنگاه نیده اند که تا آنکه دید و صدت در کثرت از دل الیثنا قواره صفت جوهر

و این خبری که از مطمح الیثنا بجز نفس کلیه نمیتواند بود
فانند بود

خاصیت طوح بصیرت بذات الهیه تجدیدی است - که آن دیدن حق است در حق قطع
از دیگر چیزها - و نسبتی که نفس کلیه بذات الهیه دارد - اعم التسمات است تعیین اسم نسبتی خارج
بودی که از جوهر است -

چنان مینماید که مثل نسبتی است که میان اربعه زوج واقع است پس اربعه
در مرتبه صرافت ذات خود بجز اربعه چیزهای نیست - و چون بعد از آن مرتبه در اربعه شقظ - بله
الضمام صمیمه خارجی نظر کرده شود - زوج پیدا گردد - پس اگر کسی گوید که زوج اسم اربعه است
می شود - اگر وی را عنوان اربعه سازد امکان دارد -

و اگر یک باره نظر شود در تزیید و التفات به اختلاف این اسم باره اولی است و راضی است اربعه
گویم - و اگر یک باره دیگر نظر شود در تزیید و احتیاج صفت بصورت و تقدم ذاتی موصوف بر صفت و

موقوف مرصفت را ملحوظ گرد، مبدع و محمول اربعه نام کنیم - و اگر علوم و اطلاق اربعه خصوص
 قید زوج، بغیر مناقضه و مصاومہ میان این سبب و منظور از اربعه، تعیین اربعه و نظیر و سہ باشد -
 بالجمله اینجا نسبت است بسببکہ ہر انقباط ہماہرہ آنجا نشانی دارد، بقدر انقباطات
 پس سخن مرتبہ قائمہ و عدت وجود تا نفس کلیہ اصوب است - و سخن فرقیہ متقابلہ بہ تشریح
 و در اربعہ نفس کلیہ احوط است -

و خلط نسبتی کہ نفس کلیہ با مبدع و مبادی دارد، با نسبتی کہ وسع با خصوصیات عالم دارد -
 رنگ کسی کہ رجاہ سبز یا سرخ چشم نهد و اشیا را سبز و سرخ بیند - و رنگ اسطری یا غنہی
 را گردو - و منشاء آن خلط حال است بانواع از فکر و رویت -

و بد نفس کلیہ عالم علم اتجاہ بر سبب - و وید ذات الہیہ حالاً بقدر ہول باز اشیا را سبز سازد -
 بر مثال کہ منصب افراد و کمال است حکم بیج نشاء را با حکم نشاء و بگرم خلط نمیکند - و کمال
 ہر سولہا - فاستبقوا الخیرات -

کمالی
 در سطر
 منصب
 کمال
 ہر سولہ

و افراد انسان اگر چه صوری کثیرہ در ایشان مشتبک و مترکب است اما ہر یک را حکمی است
 من عقل سلیم آن آدمی یابد - و در بعض افراد حکام یک مرتبہ روشن تر و واضح تر میباشد -
 و افراد دیگر منطس و مخفی -

و ہر فردی کہ مراتب عالیہ کلیہ راں با روشن تر است - وے را قنادی تھا و مت پیہ
 علوم آن مرتبہ بہ ضرورت جبلت مندفع میگردد و ہر فردی کہ مراتب سافلہ جزئیہ در اشیا
 من تراست - وی را علوم متعلقہ بہ مراتب ہر ذیہ و احوال مناسبہ آن مراتب غالب تر است -

در سطر
 ہر مرتبہ

بعد ہمہ ہر این مقدمہ باید دانست کہ از نوع انسان بعض افراد ہستند کہ حکم وجود و اشیا
 بآہستہ است - و آن بگذرند و اندکی ہستند اوراک اضمحلال اشیا و وجود - و سربان وجود و زانہا، قیام
 یابد - و آنچه بدیں مائدہ ہمہ از اینجا گویند - و ازین جا ہمہند - و احکام مراتب خاصہ را
 چہ می بینند و می شناسند، اما علم سربان وجود ساعت بساعت این خرمین را میسوزند
 و آن لم بین میسازد - و آن مراتب دیگر بضرورت با احکام خاصہ در ذہن نقش می بندد - و
 با وجود آن را باز بضرورت آخری میسوزد -

کمال
 در سطر
 ہر مرتبہ
 شخص

و بسا امت کہ نفس اس ادراک را ملکہ میسازد و بہ آن صانع نصیب میشود - و این صانع را
 و یک کمال ظہر است و نظیر

اما ظہر صبیخ است قائم بہ نسوہ و ملکہ است مستقر در اں جا۔ و اما بطن تنقیظ نقطہ
است در سے بر احکام و آثار خویش۔ و ظہور احکام است، و ضمحلال صجہ دریں ساعت بحسب این اراک
و نزدیک غیر کمال ہمیں ظہر است بہ غیر بطن۔ و ہمیں صورت است بہ غیر معنی۔

در بطن
غیر نماند

و تفصیل این مقدمہ آنکہ گاہے این شخص بہ ضربے از فکر یا تقلید عارفان۔ جزم میکند بہ آنکہ
اشیا ہمہ مضمحل اند در وجود، و وجود در ہمہ ساری است۔ و ساعت بساعت این جزم را مستحضر
میسازد تا آنکہ نفس کے این خیال را بلکه گیرد و بہ آں رنگیں شود۔ حال آنکہ نقطہ وجود متیقظ
است۔ و این کشش و کوشش بدال مرتبہ نرسانیدہ است کہ بہ اصل نفس و جذبات رسد۔ بہ
آنکہ غدیرے از آب سین مجتمع شود۔ و از مسام ارض منبوع نبارد۔

این را قوم توحید علمی گویند۔ و اول را توحید حالی۔

این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ توحید علمی در حق بعض نفوس نافع نیست بلکه ضار است۔
عقیدہ سو فطائیہ از انجا پیدا کنند و در تساہل بمصالح شرعیہ و عرفیہ افتند۔

اما توحید حالی پس کمالیت عظیم، کہ زبان از شرح آں قاصر است۔ ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔

ہمع

از اجماع نسبت عشق است،

نسبت عشق

و حقیقت سے آنست کہ چوں مومن اعتقاد اتصاف حق سبحانہ بہ اوصاف کمال وار
و کمال جوہ منحصر در یاد کردن سے مے بیند و بعد از اں نام سے تعالیٰ ہمیشہ یاد میکند و آلا
و نعم او تعالیٰ ملاحظہ می نماید۔ این مدکومت آہستہ آہستہ در دل و سے صفت بے قراری
اضطراب و قلق و ہیمان پیدا میسازد، و روز پر روز این معنی زیادہ تر میشود۔ شکر ز کھر طویل
ویدر کئی فی ذکرها تشعیر میرد۔ لہا بین جلدی و العظام کسب

تا آنکہ نام مبارک او تعالیٰ بر زبان رانند نمیتواند کہ نزدیک است کہ روح سے مفارقت کند
بالجمله چوں در نفس این کیفیت ممکن شد و در جوہر دل فرو رفت و نفس بدال رنگ
خدال را نسبت عشق گویند۔

لہ دن در دست ہوتا ہے تشعیر میرد پڑھنے سے۔ اور لفظ تشعیر میرد ہے۔ کما ضبط فی اللغۃ۔ فی الجہ

و اس نسبت ما نزدیک اہل فناء بقا ظہر نسبت و بطنی
اما ظہر شخیصتہ است مستقر و نسبیہ بے بمنزلہ سائر کیفیات نصانیہ۔ و بطنش محبت ذاتیہ
ست کہ عامل آن نفس مجرد است بلکہ قبل از وجود روح پیدا شدہ بود۔

تفصیل این اجمال آنکہ ارض و ماء را بجانب سفل میلان است و ہوا و نار را بہ جانب فوق
ان۔ و ہم چنین ہر موجود محسوس و معقول را کمالی نہادہ اند کہ شاق آنست تا آن ایناقہ و غلبہ
ست قلی و ہیجان دارو۔ و چہل آن را یافت الفت و انس۔

و علی ہذا القیاس کثرت را بمعنی وحدت کہ اہل دینت میلان و پیرانی ہست و مظهر را بظاہر
و باطنی ہست و مرکز در اصل جبلت و س۔ و آن جا حصول حالتی یا بمعنی مفسود نیست۔ و اورا
بہ ذکر آلاء و نعماء مبتلانے۔

و آن را محبت ذاتیہ گویند پس این کیفیت مستقر و نسبیہ متصل میشود یا محبت ذاتیہ و
حقیقتی مرکب میگردد کہ جسہ شخیصت نسبیہ است۔ و روحش محبت ذاتیہ و صاحب آن درین
ہر دو فرق نمیتواند کرد۔

انہی جا تا آن است و بجمع در بیان و قول سونہ کہ بعض گویند کہ قلق و اضطراب مطروم در
عذابہ است۔ و اصل محبوب را چرا و ہند؟ بعضی گویند کہ بیچ حال عشق و قلق و ہیجان از سالیکی
مرقع نمیشود۔ و نہ در آن جہاں۔

پس مسقط اشارہ قائل اول قلق و ہیجان نسبی است۔ و مع نظر ثانی محبت ذاتیہ اما چوں
آن ہر دو در حق اکثر عارفان با ہم اختلاط و امتزاجی دارند و تعبیر و تبیین مراد متحقق نشد
این جا و ذمکتہ میباید دانست یکے آنکہ اگر عارف نے رامرتبہ محبت ذاتیہ ضعیف شورا اگر
بسبب دینت سر بیان محبوب رہا شایا باشد۔ آن نقصانی است در حق س۔ و ہر مرتبہ کہ باشد۔
و یگرا آنکہ ترک و تخرید از دنیا و آخرت، و در گذشتن از فکر اہل و عیال با وجود استقامت مزاج و
و نور عقل بہ غیر این کیفیت نسبیہ متحقق نیست۔

و صاحب این نسبت تسلط و ارد بجمع ما سوا۔ و اعراض را در ازاں۔ و ہذا بیچ کس
اورا نہ بیند الا کہ فرستی کند برائے او۔

ہمع (۱۵)

وارا بظہر نسبت و جداست۔ حقیقت سے آن است کہ نفس نا لفظہ در اصل فطرت بودہ و واقع نسبتیہ

شده است کہ حالات مختلفہ منصف می تواند شد۔ چون شوق و نفرت، و مخط و رضا۔ و خوف و
بعض این کیفیات شدی و ملکی ماند۔ و بعض ونسی و بیهوشی۔ و استعداد یکی را استعداد دیگر بکلم تنافی
می سازد۔ و هر یکی را اسباب است مقویات۔

در بعضی
مقامات
در بعضی
مقامات

بجمله سالیک با سباب کاسه و مقویہ حالات الهیہ یا ملکیہ متسک میشود نفس وے در استعداد
قبیل توت میگیرد۔ و ادنی حرکتی که در عرف ازلی حسابی نگیرند در نفس وے تاثیرے بلوغ کرد

در بعضی
مقامات
در بعضی
مقامات

و گاه آدی بلید و ساکن النفس باشد۔ و انطباع کیفیتے که در غایت تقاضاست است در انجا
نمار و پس محتاج میشود به عشق عقیف که سہوت جماع را در لیل مدخل نباشد۔ بلکه حرکات متناسب
زنگین بیشتر تاثیر کنند نزد قلب وے و راں مقام، از انس وصال بو حشت فراق، و از انش
اقبال محبوب بالقباض اعراض وے۔ و آنچه بدین ماند۔

در بعضی
مقامات
در بعضی
مقامات

و به شماع شعرے زنگین مقررین بتالیف نعمات و ایقاعات۔ لایسما آنچه استعارات
و قوای بدیعه و اسالیب شوق انگیز متخلی باشد۔ شعر۔

چہ راہ میزند این مطرب مقام شناس کہ در میان غزل قول آشناؤ
و به طنین طنبور و باب، کہ بمنزلہ شرب خمر است در ایرات سکر۔

تا ازین جلد وقت بعد وقت بر نفس ناطقہ کیفیتے فائض می شود، و باں کیفیات سا
به ساعت متصف میشود۔ و آن بلاوت بکلی زائل میگردد۔

وے

این است آنچه جمہور اہل وجد بہ آن راغب شدہ اند۔

لیکن آنچه شاعر آن را درین باب برائے ایشان اختیار فرمودہ است، استماع و عطا
و تلاوت کتاب اللہ باتدبر معانی آن۔ و سوال در سائت رحمت۔ و استعاذہ در آیت عذاب
در آیت صفات۔ و استحضار احادیث و دقائق و حکایات مرقعہ۔

در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات
در خطبات

به حقیقت تہج این معنی مخصوص در امور مذکورہ نیست۔ بلکه گاہے دیدن جوش و خروش
یا دست بگردہ را یا خطور بعضی ہئیات کہ مذکور این معنی باشند بخوے از انجا
و ہم چنین بعضی مضامین باریک و جدی آورد۔

ذکر و کمال کمال این نسبت را ظہرے ہرث و بطنہ۔ مہر ش کیفیات نفسانیہ است
و نرسد و بطنہ انقلاب طیفہ مجردہ از معرفتے بمعرفتے۔ و از ضحلال در سمے بہ ضحلال در اسم
این را خواجہ نقشبند 7 قبض و بسط میگفتند۔

۲۶
داشتہ ناس اند بصرفیہ طبقات ہذا۔ وانشاء علم بحقیقۃ الامور۔

واین فقیر را بعد اتمام راہ جذبہ فی واسع بار وواح این کار کشا وہ شدہ واین نسبت
نسبت مذکورہ را ذوقاً و وجداناً و تحقیقاً دریافت۔ بعد ازاں دران تحقیقے پیدا کرو۔

پس نسبتی کہ این فقیر را داوہ اند مرکب است از نسبتہائے ہفتگانہ کہ ذکر آن تفصیل کردیم
باں معنی کہ اگر خود را با خود بگذاروینتے ظاہر شود و اجمالی کہ خلاصہ این نسبتہا باشد۔ و اگر خود را بہ یک
نسبت ازین مادہ و بدان جانب روئے دل متوجہ سازد و استغراقی دران پیدا کند علی حدتہا۔ و
در صورت اولی آثار ہر نسبت بطریق اجمال و امتزاج ظہور کنند و در صورت ثانیہ بطریق تفصیل
و انفراد۔ و درین نسبت با۔ لایسما اجمالاً۔ رسوخ و تمکین وادہ اند۔ شعر۔

ولوان لی فی کل منبت شعرة لسانا لما استوفیت واجب حدی

و کسے کہ نسبت مامی خواهد چارہ او آن است کہ راہ جذبہ ابہ آخرہ ساند و غالباً این معنی

بہ غیر تربیت مجذوبے میسر نمیشود تا در سایہ او بہ تاثیر قوتی او کار را آخر کنند۔ باں امر بہ تعلیم و تعلم
و گفت شنود و تحقق ندارد۔ بعد ازاں نسبت ہائے ہفتگانہ فرود آوردن تحصیل کند و باہر یکے آشنا

شود۔ و بعد ازاں چون مراقبہ خواهد نخست بہ نسبت طہارت و سکینہ و اولیہ متوجہ شود۔ چون ملاحظہ
آمدن ازاں ناظر برگیرد۔ با وجود تحقق و تبس بہ انہا۔ و نظر در نسبت یادداشت بہ و وزو۔ و

دریل نقطہ حقیقت خود بہ وجود صرف سعی کند۔ کہ لب توحید و عشق ہمین است۔
بعد تکمیل این معنی حقیقت وجد لامحالہ ظاہر خواهد شد۔ کہ آن ثمرہ نسبت مذکورہ

این است بیان طریقہ کہ در مبدع مقال بدان اشارت رفتہ است۔ شعر

درس شرف نبود ز الواح ابجدی لوح جمال دست مراد بر لب برت

بعد ذکر مباحث مذکورہ۔ زیان

(الف) اخلاق اربعہ کہ مقصود از بعثت رسل تکمیل و اشاعت آن است۔

(ب) بیان استعدادات نفوس بنی آدم۔ و آنچه بہر یکے ملائم و مناسب است

(ج) بیان رطائف کہ در انسان و دلچست نمادہ اند۔

(د) طبقات اصحاب الیمین

(ه) و منشاء شوارق عادات، چارہ نیست۔

تتبعاً لکلام این مباحث را به کلام مختصر عرض میدهند تا سالک از اختلاف احوال ادباً و ریاضت و تقییل آن و ظهور خوارق عادات و عدم آن - الی غیر ذلک در تشویش نیفتد -

هم (الف)

این فقیر را آگاهانیده اند که آنچه از باب تهذیب نفس در شرع مطلوب میشود و اقامت چهار خصلت است و تقی اضداد آنها حق سبحانه و تعالی انبیا علیهم السلام برائے همین چهار خصلت فرستاده - و شراعی هم ارشاد بر این چهار خصلت تحریر بر کسب آن ها و نصب مظان آنها است، و ترغیبات شراعی بسوی این چهار خصلت معروض اند و ترهیبات به اضداد آن اجماع -

و بر عبارات از اشباح و کواصپ این چهار خصلت است و اتم عبارت از مظان و کواصپ اضداد آن ها و آن اخلاق که در معاد و جوآن ها نفع میدهد و فقدان آنها ضرر میکند، همین چهار خصلت اند - و هر که حقیقت این چهار خصلت بطریق ذوق و وجدان دانست - و طریق انقضای شراعی و ایصال آن ها در هر دوره و هر طبقه باین خصال شناخت - و سعی فی الدین و راسخ فی العلم است - و هر که از اشباح شراعی به این خصال پی برود و برنگ آن ها رنگین شود و نفس وے آن ها در اصل جوهر خود قبول کرد و وے از محسنین است -

بالجمله معرفت این چهار خصلت یکی از امور اعظام است که بریں بنده ضعیف در و ذموم ذلک من فضل الله علینا و علی الناس و کن اکثر الناس کایشکرون -

یکی از آنها طهارت است - و حقیقت آن وسیل بسوئے آن در نفس از نفوس سلیمه و بعین نهادن اند پس اگر نفس سلامت فطرت خود باشد و هیچ عارضه او را تشویش ندهد که محاله بر طهارت بود - نپنداری که مراد ما از طهارت اینجا و غنوغ غسل است - بلکه روح و ضمیر و غسل - و نور آنها - تفصیل این احوال آنکه نفس زکیه که صحت مزاج و سلامت فطرت و تکمیل ماده مرا حکام نفع را از احوال وے تفرس کرده شود، در حالت فراغ از احوال سفلیه متاعله و تشویشات طبیعیه مثل شبنم و غصب و جوع وے چون به نجاسات متلطح شود، و او سلیخ شعور غیر معتاده بر بدن وے مجتنب شود و بول و غائط و رنج در معده وے گرانگی کرده باشد و قریب العهد بود و جماع و دوا منی آن - و بوجدان خود رجوع کند و محاله انقباضه ضیق و حزنه در خود یابد - بعد از آن چون از جنبشین سبک گردد و غسل کند و شعور زاید را از خود دور نماید چنانچه

طهارت

پوشند ہستمال طیب کند۔ بعد ازاں بوجدان خود بر جوع نماید۔ لامحالہ ان شرکے دسر دے و انبساط
در خود یابد۔

پس حالت اولی ظلمتِ حدیث است۔ و حالت ثانیہ نورِ طہارت۔

و چون ظلمتِ حدیث نفس را احاطہ کند و سادہ شیطانی خوابہائے خوفناک بظہور آید۔
و سیاہی بڑی بجوم کند۔ و چون نورِ طہارت نفس را احاطہ کند الہامات ملائکہ و منامات صالحہ بظہور
رسند و نورے در منام و قیظہ بڑی بجوم کند کہے باشند کہ در خواب بیند کہ آفتابے در دل یا فرمان
دے آید و بدان بہتج است۔ کہے بیند کہ ماہتاب و ستارگان بچہین و سایر اعضائے سے
ملصق شدہ اند۔ کہے بیند کہ نور بر سے مثل باران سے بارد۔ و علی ہذا القیاس۔

در مخطوط
نور طہارت
۱۴ نور

و باجملہ این ہمہ اشباح و آثار اند۔ و حقیقت آن ہیستے است و جدانیہ کہ ازاں بہ جز انس
و نور تعبیر نتوان کرد۔ و در مبحث نسبتِ طہارت بیان کردیم۔

و این صفت اشباحات انسان است بحال ملاء اعلیٰ در تجرید ایشان از الوات بہیمیہ و
سرد و ابتہاج ایشان محمور، و انس ایشان بقایم کہ ایشان را دادہ اند۔

و چون کہے بعالم ملاء اعلیٰ پیوند آنجا نسی و سر مہے و ابتہاجے بغیر نہایت می بیند
پس چون این شخص این حالت را در نفس خود را سخ میسازد و ملکہ می گیرد، در میان و سے ملاء اعلیٰ
مناسبے پیدا میشود، و بالے از روح جنت و خلاصہ آن بروے مفتوح میگردد۔

و درم خضوع برائے خدائے تعالیٰ و چشم دل بسوئے دے تعالیٰ متوجہ ساختن۔

تفصیل این احوال آنکہ نفس سلیمہ در حال فراغ از تشویشات خارجیہ و طبیعیہ چون صفات الہیہ
و کبریا و جلال سے یاد و ہند و بوجہ از وجوہ روئے اور ابدان جانب متوجہ گردانند لامحالہ اور
حالتے در میگردد از جنس حیرت و وحشت، و رنگے احاطہ میکند از رنگ لائے مقدس مجرد۔

۱۲۲
خضوع

چون از این حیرت و وحشت منزل میکند و چنانست سفلیہ فرود می آید ہمیں حیرت و وحشت
خشوع و خضوع و اثبات میشود۔ بمثل حالت عبید و حضور سادات خویش، بار و ستانی
پیش ملوک یا محتاج سائل پیش جواد کریم۔

با جملہ اشباحات نفس بملاء اعلیٰ، در ہیمان ایشان در جلال و کبریا سے ارتعائے
صفت خشوع و خضوع و مناجات است۔
چون نفس باین کیفیت زگیں شود و این خصلت در اصل جوہرے در آید بالے خشوع گردد۔

بیان اس نفس و طواری اعلیٰ از جهت این حالت، و مخرج گرو و از ایشان برین نفس معارف جلیله که
لیح آن تجلیات الهیه یافتند۔

خصلت سوم معاحت است۔ و حقیقت دے آنت کہ نفس مغلوب داعیہ ہستیہ خصیہ نشود و
تطلب لذت و حب انتقام و بخل و حرص و مثل آن۔

پس ہر شعبہ این خصلت باعتبار آن داعیہ مسمی میگردد و بلکہ

پس عدم قبول نفس داعیہ شہوت فرج و بطن را عفت گویند

و عدم قبول داعیہ رفاہیت و ترک عمل را اجتهاد گویند۔

و عدم قبول داعیہ ضجر و جزع را صبر گویند۔

و عدم قبول داعیہ حب انتقام را عفو گویند۔

و عدم قبول داعیہ حرص را قناعت گویند۔

و عدم قبول داعیہ مخالفت شرع را در حدود و مقادیر کہ تعیین خداوند تقویٰ گویند۔

و اصل باین ہر خصلت یک چیز است و آن غالب بودن رائے کلی بہ دو داعی خصیہ ہستیہ و از مباشرت
شباح و شعب این خصال آن معنی و نفس اخل میشود، و آن را نفس ملکہ میگردد۔

و ہر کہ این خصلت در نفس دے راسخ شد چون بمیرد جمیع ہستیات خصیہ کہ درین عالم

بر نفس دے هجوم کردہ باشند ہمگی متلاشی و نابود گردند و دے چون ذہب خالص از بوتہ برآید بہ

و آن خصلت است کہ وہد بودن از عذاب قبر غالباً بر دے موقوف است۔ و ہونہ آن را

زہد و حریت و ترک دنیا گویند۔

خصلت چہارم عدالت است۔ و آن خصلت است کہ حد را قامت نظام عادل و سیاق

کلی از دے باشد۔

و دے را شعب بسیار است۔

آنکہ آدمی پرستہ در حرکات و سکنات خود نظر میکند و احسن از ضاع اختیار می نماید و ہستیہ مشہود

در ہر حادثہ با اختیار انچہ بہترین از ضاع است و فطرتش ہمیشہ بہ اختیار آن منجذب میباشد۔ اوب نامند۔

و آنکہ منافع شود بہ کار سازی اقامت تدبیر جمع و خرچ و خرید و فروخت و سایر معاملات کفایت

گویند۔

و آنکہ تدبیر منزل بوجہ نیک میکند حریت گویند

وآنکہ تدبیرِ مدینه و حبش نیک میکند، سیاستِ مدینه، گویند۔

وآنکہ در میانِ اخوان بوضوح نیک زندگی کافی میکند و حق بہر کسی ادا می نماید و بہر کسی نفی و بشارتے حسب حال میکند، حسن معاشرت، خوانند۔

و بالجمله این ہمہ یک اصل دارند۔ و دے آفت کہ نفسِ ناطقہ بوجہ واقع شدہ است کہ نظام نیک را اختیار کند و با صد آرا مندرج است۔

و بہر کہ این خصالت و دے بوجہ اتم متحقق شد میان دے و میان آنکہ و سائے جو حضرت

حق انداز ملاءِ اعلیٰ و اقامت نظاماتِ عادلہ و اصل فطرتِ ایشان نہادہ اند و ایشان اہمیت قویہ ربانی

استحسانِ نظامِ عادلہ اند مناسبے بلیغہ واقع میشود۔ و از دل این جماعت بسوئے وی قائل نور

مثل اشعہ شمس سیلان مینماید۔ و این قائل سبب ظہور بسیارے از نعمت و رفاہیت مینماید۔

و تشیح این نعمت و رفاہیت و انس بصورت ہائے مناسبہ باشند و مبتلی بوجہ کسے در صورت

معاشرت اخوان صدق بنید۔ و کسی مطعم ہستی و ملبس ہی و مسکن و صنی و مشغ شہی مینماید۔ علی ہذا القیاس

و آنکہ مخالفتِ نظامِ عادلہ میکند و حکم شرع را انکار مینماید و افعالے کہ سبب ایندائی جمہورانا

باشند بعل مے آرد میان وی و میان سائے جو و الہی نقرتے و وحشتے بظہور می آید و قائل ظلمانیہ

از ایشان بسوئے وی سیلان میکنند، و از ہر جانب تنگی و ضیق بروے ہجوم میکنند،

و ہم چنین ہر کہ صفتِ خشوعِ آشنائیت بلکہ بصدآن متصف است چہل ازین عالم در گذر

ظلماتِ مترککہ بعضہا فوق بعض بروے ہجوم میکنند۔

و سر این آنت کہ آن عالم متقاضی انکشاف حقیقتِ جبروت است۔ و این صفت مضا

خشوع است و مہشی عدم انکشاف آن۔ و ازین جا الہی و نقرتے و ضیعی بر دل وارد میشود۔

و ہم چنین ہر کہ بصد سماحت متصف است این علاقات دنیویہ از حبال و جاہ

اولاد۔ و این ہینیات خسیہ چوں جوع و عطش و غیر آن بر دل ہجوم میکند۔ مثل آنکہ خاتم را بہ قوت

بروم نہند و نقوش خاتم در موم منطبع شوند۔

و مثل سمح مثل آب است کہ بہ مجر و مزائلہ آن صورت نابود میگردد۔ و للمؤمن غنی عنہ

بوسعت مشربان رنگ تعلق و رنجی گیرد، اگر نقتے زنی بر دے دریا بے اثر باشد

شارع صلی اللہ علیہ وسلم برائے اکتساب صفتِ طہارت، وضو و غسل و سائر امور و نسبت

اشارات بدان سنت مشروع فرمود۔ و برائے اکتساب صفتِ خشوع صلوات و مناجات و تلاوت

مذہب
توقیر
المدار
بجو
حاشیہ
خطیب

و ادعیه و تعویذات مقرر نمود۔ و برائے اکتساب سماحت، عفو و حسن خلق و مثل آن تعیین کرد۔ و
برائے اکتساب عدالت عیادت و مریض و سلام و حدود و آداب واجب گردانید۔
و بالجملہ این سخن دراز است۔ ہر کہ این اہ تفصیل خواہد باید کہ کتاب حاجۃ اللہ الباقیہ جمع کند۔
مقصود و مایں جا بیان نفس این خصال است۔ باید کہ ساکن طریق این چہار خصلت را بشناسد و
آہارا بہ بوجہ تحقیق و معان نصب العین خویش سازد۔ و در مجاری امور از انہا نگذرد۔ و با ضد او آہا
نہ گذارد کہ طبیعت میل کند۔

پس اگر آدمی معنی احسان کہ عبارت از نور طہارت و خلاصہ مناجات است، شناسد
و حال کردہ من بعداں معنی را در خود نیاید یا کم باید۔ باید کہ وری تحقیق سبب آن افتد۔ اگر قوت طبیعت
است بہ صوم آن اعجاب کند و اگر شبنم است بہ نکاح یا ملک سخن از آن مانع خلاص شود۔ و اگر
صحبت مردم است با عنکان و قلت احتیاط دفع نماید۔ و اگر امثال ما و عیہ فکر است بخیالات مشوشہ
بہ طول ذکر علاج نماید۔ و اگر ہجوم رسوم اہل دنیا باشد ہجرت اولان الیثقال اختیار نماید۔

(ب) جمع (۱۸)

ایں فقیر را آگاہانیدہ اند کہ افراد انسان بہ استعدادات مختلفہ مخلوق شدہ اند۔ دہن فرسے
حسب استعداد خود کمال کسب نماید۔ ہیچ فرد زیادہ از آنچه در استعداد و سہ ہادہ اند ہی تواند
حاصل کرد۔ و ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

ہمانا منجر صادق صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث اذا سمعتہم یحیل زلال عن مکانہ
فصدت قوا و اذا سمعتہم یحیل لغیر عن خلقہ فلا تصدقوا فانہ بصیر الی ما جیل علیہ
ہمیں استعدادات را ارادہ کردہ۔

پس اگر کسی مستن۔ روشہ و ہیا برائے طریقے باشد۔ و خواہد کہ روش و گرا اختیار کند
نہایت مشقت کشد۔ و از روش مطلوب کفانی بدستش نیاید شعر

تڑسم نہری بہ کبہ اے اعب رابی ایں رہ کہ تومی روی بترکستان است
و اگر کسی ثمرہ کمالی طلب کند و جبلت کمال دیکر مینواید سخی و غائب و خاصہ باشد شعر
کسے در صحن کا جی قلب جوید اضاع العمر فی طلب الممال
از علوم بلیا کہ بریں بندہ ضعیف نزول فرمودہ اند، معرفت استعدادات بتی آدمی عدال

وعلامت ہر یکے و مبلغ کمال انہا است بہا کہ نطن روش خود را بشناسد و راہ خود را و نظر دارد۔ یا
شیخ مشفق اور ایہ ہماں۔ اہ ارشاد نماید۔ ذکر من فضل اللہ علینا و علی الناس من کثر النامس و شکرہ
و این معرفت متوقف است بر تہید مقدمہ۔

بدان اسعدک لنگہ در انسان دو قوت و ولایت نہادہ اندیکے قوت ملکیت و دیگر قوت بہیمہ
مستدریجا این است کہ در نفس نا طبع ابداع فرمودہ اند متصرفانند سہ کہ عبارت از روح ہوائی
کہ از خلاصہ عناصر متولد شود۔ لاجرم اورا دورے داوند۔ روئے کہ بوی مقارنت بہائم کند و
جوع و عطش و غلبت و غضب و حسد و رشا و سخط و غیراں۔ و روئے دیگر کہ بوسے محاذات ملائکہ نما
و خلاص یکے ازین اشیاے حسدینہ و انس و ابتہاج بعالم تجرد و گوش تہادن بسوئے و سائط
الہی و الہام فرا گرفتن از اں موطن پس اں الہام اگر از جنس انکشاف حقائق نفس الامر تہ باشد
آن علوم گردو۔ و اگر از جنس قامت نظامے باشد و عمل کردن بکارے اں کارہ عمل آرد و بعضی
فوقانیہ تر و اعیہ طبیعی۔

پس در بعضی اوقات این آدم ہمیشہ فاضل میشود و ملکیت در اں مستتر میگردد۔ و در
آخر ملک فاضل میشود و بہیمیت کامن میگردد۔

و از ہمیں جا سہتا کہ اورا بکن و مکن مکلف ساختند۔ و مہل نگذاشتند۔ بخلاف بہائم
ملائکہ کہ در ایشان تعارض قوای نبود قال اللہ تبارک تعالی۔ و جعلنا الانسان انہ کان ظلوماً جهولاً
ظلم اذ انہ استکبر بعدل نباشد و قابلیت اں ارد۔ جہول آنست کہ با فضل علم ندارد و قابل اں نام
باجمال اختلاف است و بنی آدم تابع اختلاف ایشان است و ولایت و قوت
تفصیل این اجمال آنکہ ملائکہ دو قسم اند۔ ملا و اعلی و ملا و سافل

سے قال الامام دلی اللہ فی الحجۃ۔ سب العزالی و البیضادی و غیرہما ان المراد بالانسانہ تقلد عمدة تکلیف
یتعرض لخطر الذنوب و العقاب باطاعتہ و المعصیۃ و بجرمتہا علیہن اعتبارا بالاضافۃ الی استعدادہن و بایا
الاباء و طبیعی الذی ہو عدم البیاتۃ و الاستعداد۔ و کمل الانسان قابلیتہ و استعدادہ لها۔
اقول و علی ہذا فقوله تعالی انہ کان ظلوماً جهولاً۔ خرج مخرج التعلیل۔ فان الظلم
من لا یكون عادلاً من شأنہ ان بعدل و اہول من لا یكون عادلاً من شأنہ ان بعدل و غیرا
اما عالم عادل لا یطرق اذیہ الظلم و الجہل کالمشکۃ۔ و اما بین بعالم و لا عادل و لا من شأنہ
کلسہا کم۔ و انما یلتق بالتکلیف و استعدادہ من کان لاکمال بابقوۃ لا بافضل۔ و اللام فی قولہ
لام العاقبتہ کاتہ قال عاقبتہ حمل الاماتۃ الذذیب و التنعیم۔ ص ۱۹۔ ۱۲
محمد نور الحق۔ عقولہ العلوی۔

شان طلاء اعلیٰ رنگین شدن است بلعوم اسماء الہی و دانستن مبادئی وجود و ذرات اگر فن علم نظام کلی و حکمت باہرہ کہ در عالم مقصود افتادہ است از باطن و تدبیر تبدیلی و ہمت بستن بحسب آن و کار ملکہ سافل انبعاث است در عالم بداعیہ فرقانیا لہما ما و احوالہ - بتغیر آنکہ باصل مصلحت در خط بعد از من بعد از من غیر من است و در حظیرۃ القدس مقرر شدہ است چنانکہ صورت از مرآتے بر آتے منتقل میشود۔

ولا محالہ ہر ملک دراک نمیکند مگر واقعہ را کہ مناسب فطرت او افتادہ است۔
 و بہائم نیز دو قسم اند۔ یکے تشدید البہیمیۃ و دیگر ضعیف البہیمیۃ پس اگر محلے را کہ در اصل ولادت صحیح المزاج پیدا شدہ است در عدلئے مناسب پرورند و شیر بسیار و ہند و علف بسیار خوراند و صحیح عارضہ اورا خلل نرساند لا محالہ در وقت جوانی در نظام عظیم الجثہ، بلند آواز، زرد آو بود و در خلق صاحب عنایت و قوی الغضب و الحسد نخواہد کہ کسی از وی بہتر و غالب تر و ظاہر تر باشد و شجاع و پر دل و چیرے در چشمها و بزرگ نماید و محنت کش باشد۔ و چوں آن را خصی کنند یا در اصل ولادت ضعیف و نزار باشد و در تربیت غیر مناسب بزرگ شود، لا محالہ اضا و این خصال ہم در خلق وہم در خلق از وی ظاہر شوند۔

و آنچه استعداد کمال بر آن ابراست از قوت بہیمیۃ و خصلت است۔ یکی شدت عنایت و سورت ہمت است۔ و دیگر سابق و تمام بودن در خلق و خلق۔
 و اثر خصلت اولی آنست کہ جالبے باشد بر روی روح بوجہ کہ روح در آن کامن گردد و ذنای و سے تمام نمیشود تا آنکہ سورت ہمت متبدل گردد و بعد تبدل آن سورت بقا حاصل شود۔
 و اثر خصلت ثانیہ تمام و کمال اخلاق است و بسوغ کمال نفس بے سورت وحدت۔
 چوں این دو قوت درین شخص مجتمع شوند و جدا بشمار آنها نیز دو قسم باشد۔ یکی تجاذب دیگر اصطلاح۔
 مراد از تجاذب آنست کہ ہر یکی از دو خصلت طالب مقتضیات خود باشد بے مزج بدگریے و جریان بر مجرائے طبعی خود خواہد۔

پس اگر بہیمیۃ غالب شود انہماک در لذت آن خواہد و از عالم ملکیت مطلقاً روگرداند۔ و اگر
 مع العلم ان الملائم الا علیٰ علیٰ ثلاثۃ اقسام بنتم علم الحق ان نظام الخیر توف علیہم فخلق اجساماً نور تیرہ منزلیہ - ناروئی نفع
 فیہا نفوساً کریمۃ - و قسم تیفق حدث مزاج فی البخايات اللطینۃ من العناصر - استرجیب فیضان نفوس شایقہ شدیدیۃ
 الرغز والالوات البہیمیۃ - و ہم نفوس انسانیتہ فرنیۃ الماخذ من الملائم الا علیٰ ما زالت تعمل اعمالاً منجیۃ تغیلہم الحق
 بہم حتی طرحت منہا جلابیہا - فانسلکت فی سلکہم عدت منہم - و حجة اللہ علیہ ص ۱۵ - محمد نور الحق غازی
 ۱۹۱۸

ملکیت غالب شود همه اسلخ از احکام بهیمنه و انحراف او در ملاء اعلیٰ و انصباع بصنغ جبروت خواهد
و بدان احکام که برخ اند در میان بهیمنه و ملکیت التفات نکند.

و مراد از اصطلاح آنست که ملکیت از سنن طبعی و وجه کمال خود تنزل کند و بهیمنه از حالت
سقلیه نامناسبه ملکیت ترقی نماید و بهم آیند در برزخ که بهر دو جانب نسبت دارد مثلاً عبادات پذیرد و صلوات
مناجات و سخاوت و نفس و عفت طبع و اختیار نفع عام و معاشرت نیک به اخوان و حق هر یک
کردن، و سلامت فکر و صدق در رویا و هاتف و فراست و امثال آن.

پس هر چند اصناف نفوس بنی آدم بشمار باشند اما رؤس آنها هشت اند چهار اهل
اهل اصطلاح و چهار اهل مجاذب. ۱- نفس عالیہ با بهیمنیت شدیدہ ۲- نفس عالیہ با بهیمنیت
ضعیفہ ۳- نفس سافلہ با بهیمنیت شدیدہ ۴- نفس سافلہ با بهیمنیت ضعیفہ.

چون این مقدمه استی بدانکه هر یکی از اصناف ثمانیه مخصوص است بحکمی
و آنکه قوت بهیمنیه او شدید است محتاج است بر ریاضات شاقه و فتح باب کمال او در جبروت
و سهر و ولت باشد و آثار او همه بقوت باشند و تا اثرات عجیبه از تاثیر توجیه و همت گماشتن و غیره
از وی ظاهر شوند و وجودش در او را بهم رسد چنانکه در مستی حواس گم کند و چند روز متواتر خبر از عالم
و آنکه قوت بهیمنیه او ضعیف است بر ریاضات شاقه احتیاج ندارد بلکه ریاضات شاقه مشورت
شوند و فتح باب او با آثار ذکر و غیر مشغول ماندن باشد و خوارق ادبیه هست نیست نماید باشد
او ضعیف بود و باطنی مانع بر هم خوردن مثل جوی یا عرض حیاتی.

نفس عالیہ
کند و
میل او را
نقطه ندارد

و آنکه قوت ملکیت او عالی است مخصوص است به کمالات فخریه مثل نبوت و فرودیت و فنا و بقا
مانند آن - و مخصوص است با تکرر جمان لسان قدم باشد و از عالم بجز و جبروت
و آنکه قوت ملکیت او سافل است نهایت شرف کوشش او کشف و اشراق و بوارق ملکیت
و آنکه از اهل اصطلاح است در اعمال جوارح و دل نردب تراست و حق شناسی و اقامت
و این بهم میتوان ذکر و وغالباً قلق ندارد.

و آنکه از اهل مجاذب است عشق اسلخ و تجرد دارد و همسایه بر رسیدن و خلایق
شدن باشد از عالم جهات و حال و سوسه مانند طائر است که در نفس او را محبوس ساخته باشد
و از ایشان آنکه بهیمنه شدیدہ دارد قلق او بیشتر است و آنکه ضعیفہ دارد میل او مجرد از قلق
و آنکه بهیمنیه او شدید تراست عرض در امور عظام میکند اگر صاحب عالیہ است بر ریاضات

Marfat.com

شاید نائے کلی قائم میشود مثل انبیاء۔ والادور قتال وغیرت وحمیت ومانند آن جرات تمام تقدیم میرساند
 وآنکه همیشه اوصیفت افتاده است بے غریبت ترین مردم است ورامورعظام لیکن صاحب نفس
 باید که میکند نیار برائے رضا و خدای تالوجه بدان جانب نیک تو اندکرو۔ و صاحب نفس سافلہ
 بے کسب کمال مناسب خود موفق شد دنیا برائے آخرت ترک میکند۔ و اگر موفق نشد بجهت کسل
 و ناتوانی از همه چیز یا دست باز میدارد۔

و منقادترین مردم شریح را اهل اصطلاح اند۔ آنانکه از ایشان نفس عالیہ دارند محقق اند و در تواریخ
 و با بصیرت اند و در آن زمانکه صاحب نفس سافلہ مفلدان ایشانند و در ضمن نوامیس به ادراج شرح میکنند
 و اهل تجارب اگر از آن سر بهیبت خلاص یابند و نفس عالیہ دارند اکثر بہت ایشان معرفت اسماء
 صفات و فناء بقا باشد۔ اگر نفس سافلہ دارند۔ از شرائع بے غیر اسباب کسوف بہیبت از ریاضات و اوراد
 و شتاسند و نہایت خورسندی ایشان بواجب ملکبہ باشد از جنس کشف و اشرف و وقایع الہیہ
 استجابت و عاوت تاثیر توجہ و مانند آن۔

کنایہ زیادت
 الوداد فی
 کلیہا ۱۲ اوراد

و مجذوب شدن و بے تربیت پزیر طایب معرفت راہ یافتن و اگر پزیر طایب باشد چندان ممنون
 سنان و نبودن خاصیت نفس عالیہ است از اہل تجاذب لیکن آنکہ بہیبت او تشدید است غالباً اورا اتفاق
 یبے افتد کہ در آن دل از دنیا سر شود۔ و محبت خدای تعالی بر دل سے غالب آید از جاوشہ یا مو عظیم یا توجہ
 و نیکے دوران میان انتقال نفس سے بوجہ واقع شود کہ عامہ خرق عادت و مانند آنکہ بہیبت اوصیفت
 ست غالباً چنان احساس میکند کہ ولی ماورزاد است و این بہ کمال در فطرت سے نہادہ بودند
 لیکن بہر چند جوان تر میشد و بقوت خود میرسید آن کمالات بطور می آمدند۔

و اہل اصطلاح کمال ایشان قوی میکنند مثل رفتن مورچہ۔ و انتقال دفعی نہیں کند الا اگر بہیبت
 شدیدہ باشد۔

و آنانکہ از اہل تجاذب اند و نفس سافلہ دارند اگر بہیبت ایشان شدید است بہر چند ریاضات
 بیش گیرند یا عجز نیکے قوی التوجہ ایشان اتاثیر میکنند و در حشیدن انوار در لقیظہ و تمام و رویائے صالحہ
 و واقف و الہام ظہور مینمایند لیکن بوجہ کہ وقع این چیز با برایشان بغایت بسیار باشد۔ و در نہایت
 استقامت و صدق باشند۔ و اگر مردمان بر این قسم مطلع شوند بہ غایت معتقد گردند۔

و اگر بہیبت ایشان ضعیف است تجلیات معنویہ و نکتہ فہمی برایشان غالب آید۔ و وقع این حال
 بر دل ایشان چندان قوی نباشد۔ نزدیک ایشان آنچه میشود گویان نیست۔ و گاہ گاہ ایشان اشکوک و

شبهات در این می افتند. و غالباً مردمان اگر بر خوارق این جماعت اطلاع یا بند چندان معتقد نشوند
 و آنانکه از اهل اصطلاح اند اگر نفس عالییه دارند علوم انبیا از رویت ملائکه ملا علی و معرفت
 اسرار عبادت و سیاسیات ملت و تدبیر منزل مدینه و اخلاق و احوال معاوایشان را حاصل شود.
 اگر نفس سافلند دارند هر چند عبادات کنند و ریاضات بعمل آرند هیچ چیزیکه ایشان از جنس کرامات
 و خوارق ظاهره نگردد. آنگاه صلاوت مناجات و رام شدن و اطمینان نفس بشرائع ایشان را
 بحاصل می آید. و ایشان از همین قسم خورسند باشند.

و بهترین خلق اصحاب نفوس عالییه اند. اما آنکه از اهل اصطلاح اند به مامت قوم
 اند. و آنانکه از اهل شجاذب اند در علم الهیات زبان ایشان فصیح تر است.
 و آنانکه قوت بهیمیه ایشان قوی تر است مقتدای مردم باشند و مردمان معتقد ایشان باشند
 و آنانکه قوت بهیمیه ایشان ضعیف باشد کسی ایشان را نشناسد و چندان رخلق مشهور نشوند.
 و اهل نفوس عالییه مردم خالص پیدا میشوند. اهل نفوس سافلند بسیار به وجود آیند
 و اهل بهیمیه شدید حال ظاهر شوند. و اهل بهیمیه ضعیف بسیار به وجود آیند.
 آنکه از اهل شجاذب است و نفس عالییه دارد، اگر قوی بهیمیه است مثل او مثل آئینه آینه
 است که در عین صلابت صفا دارد و صیقلی که شرط ظهور صورت است. و اگر ضعیف بهیمیه است
 مثل او مثل پاره آئینه است که او را به آب تر کرده باشند قطرات آب از آنجا می چکد.
 و آنکه از اهل شجاذب است و نفس سافلند دارد و قوی بهیمیه است مثل او مثل آئینه است که
 در جوهر او فرو رفته است بگر صیقل کند نقطه بعد نقطه از آن بزرگتر و قابل آنکه روئی کسی آنجا
 شود نیست. و اگر ضعیف بهیمیه است مثل او مثل طفل است که هر چند او را تعلیم میکنند یا وی
 و احاطه آن نمی نماید مدت تا باید که صورت آن چیز را در متخیله او نشیند.

و آنکه از اهل اصطلاح است عالم تجرد نزدیک و بمنزله خواب فراموش است ایما آنکه از
 نفس عالییه دارد عالم تجرد نزدیک او مشج میشود بصورت مناسبه و مخاطبات در ضمن الفاظ خاصه
 و آنکه نفس سافلند دارد هیچ چیز از عالم تجرد برائے او مشج نشود.

چون بعضی از استعدادات بنی آدم دانستی. حالاً بدانکه اکثر اختلاف احوال اهل الله
 استعدادات ایشان مبتنی است.
 ازین جماعت کسی هست که صاحب ارشاد بود. و مردمان را تالیف کند اظهار خوارق
 شود.

Marfat.com

بمناقضه و دعوی. و کسی هست که ضابط بود و کسی اورا نداند و شناسد. و کسی هست که علم او اکثر از حال او باشد. و کسی باشد که حال او قوی از علم او باشد. و کسی هست که او را و بعد قوی و دیگر و کسی هست که و بعد و ضعیف باشد. و مثل هذا القیاس.

این فقیر یکبارے فدای آنکه ادب اولیا تا اثبات و توجیهات عجیبه شنید اهل عصر اگر چه در همان راه می. و مذاک امور دینی یا بند. شوقه شد.

پس از جانب حظیره القدس آگاهی آمد که این مثل آنست که اسپ عراقی ابرزدون به از یک نوع است و در منازل نشاءه یکسان سیر مینمایند. از فکریت به بگرشبه. و از بگرشبه به شباب و از انجا به کبولت و از انجا به شیب و از انجا به هر م، هر دو انتقال میکنند ب تفاوت. و در آثار هر شریک از فداان انداختن و علمت و شبات و عدم آن در سائر حالات و بیس مزاج و استادان در ب و عرض مطوبت طاریه در هر م هر دو متساوی الاقدام اندر مچ هذا از عراقی صادر میشود از عدد و بلخ و مسافت بسیار طی کردن آنچه از برزدون صادر نمیشود. و الله اعلم.

(ج) همه (۱۹)

این فقیر را آگاهی آمد که خدا تعالی در افراد انسان چند لطیفه و ولجت نهاده است هر لطیفه را حلقه دیگر است و سالک ترقی میکند از لطیفه به لطیفه تا آنکه سالک در همه تمام شود. و اصل درین مسئله آنست که چو نفس ناطقه به سمت متعلق شد و همه و قوای او در بدن جاوید نمود و لامحالہ تنزل کرد در میکی چند. و در هر میکی حکم دیگر پیدا کرد. و شعب اصلی که سه اند نام یکی قلب است. و در حایل احوال است از غضب و جرات و حیا و محبت و خوف و قبض و بسط و رضا و نفرت و امثال آن. و سلطان آن در جانب ایبر است زیر پستان چپ بدو انگشت. و نام دیگر عقل است و در حایل علوم است که حواس آن چنانست می شود از تصور اشیا غیر محسوسه و غیر منومه. و تصدیق با آنچه تصدیق مینماید کرد. و سلطان او در رماغ است.

کدام لطیفه
فایده
میشود
قابل

و نام سوم طبع است. و او حایل از تقاضای آن چیز است که بیست انسان بخیران یا بخیر تمام
جنس آن قائم نمیتواند شد. مثل طعام و شراب و زوم و جماع.
و سلطان آن در کبد است.

پس اگر قوت همیه بر این نفس غالب آمد قلب در قلب همی باشد که احوال همه از اینسازد

انقباض و رضا و سخط، همه به وجوب ملاطفت باطنی باشد۔

و گاهی از بیخافرو در میسرود و مطیع می شود و سواش شیاطین را پس اسباب قارحیا حوالان عجیب
از قبیل سواش شیاطین بر شئی طاری شوند عقل و حس جز بزه باشد که به احادیث نفس مایل بسوئی
بعض دواعی طبعیه مشرف بود پس اگر در شئی باطنی خواطر جمیع در خاطر او بسیار آیند و اگر در
و کس جوهر باشد انواع طعام در مخیمه و کس گذرند علی هذا القیاس۔

و گاهی از بیخافرو در میسرود و مطیع می شود و سواش شیاطین می نماید پس همه فکر می در فک
نظایات فاضله رشک در معتقدات حقه بود و طبع و نفس آماره بالسوگر و بے تقید شرع عقل
هر چه خواهد کند و هر چه که خواهد بود۔

و اگر در این نفس قوت ملکیه و بهیمییه هر دو بهم آیند و بر ذمه متوسطه در میان اینها مزاج
معدلی پیدا شود قلب و عقل آسانی گردد پس خوف و محبت و رضا و سخط و کس همه معتد به
اعتقادات حقه باشد از دوزخ به ترسد و بهیشت رغبت کند علی هذا القیاس۔

و مجاهده و کس با به تکلف از غفلت باز داشتن درین مقام بود و نفس کس لو اتمه گردد و
مثل او مثل ایسے صعب باشد که به انجام او را مقید کند و ادراک و عقل انسانی بود که با نچه تصدیق
میاید کرد کما ینبغی تصدیق کند و در همه احوال این تصدیق برده کس غالب باشد۔

و این مقام ابرار و علمائے دین است و سلطان شریعت درین مرتبه است۔
و اگر درین نفس قوت ملکیه زود آرد بود و قوت بود بهیمییه مغلوب شود و کان لم یکن گردد
قلب دی روح گردد و از مجاهد خلاص یابد و بسط گردد و بلا قبض و انقباض گردد و بلا قلق و وجد گردد
بلا معنی و عقل و کس بهر گردد و قبول نماید علوم فاضله غیبیه از جهتی دیگر غیر مجراشے عامت بفرما
و کشف و باطن و غیر آن مقام بے نشانی او را نصب العین افتد و نفس کس مطمئن گردد و کس بغیر غفلت
شرع عقل اقتضائے شوائت نکند و خواطر او نیز بر سنن صراط مستقیم باشد چه جائے انحال۔

و سلطان ولایت صخره درین مقام است۔
بعد از آن اگر بنام الله تعالی ترقی واقع شود و کس را و در راه پیش آید کس ولایت کبریا

تفصیل ولایت کبری آنست که چون این نفس نسیمه حاجت آن از خود افشا ند اعنی حال
بصیرت به نسبت بهیریدن و در خود خوض نمود بر کس لا محاله منکشف شود نفس کلیه کس اصل عالم خلق است
و کس درین جا آنست که نفس با طاقه تنزل نفس کلیه است و ظهوری است از ظهورات او پس
علم نفس با طاقه خود مستقل شد و کس بهر خود و اصل خود خوض کرد و لا بد سر بیان نفس کلیه ایافت

کس در این مقام
معدلی پیدا شود
عقل و کس بهر گردد
و کس با به تکلف
از غفلت باز داشتن
درین مقام بود
و نفس کس لو اتمه
گردد و کس با نچه
تصدیق میاید کرد
کما ینبغی تصدیق
کند و در همه احوال
این تصدیق برده
کس غالب باشد

نداء و کس بهر
بصیرت به نسبت
بهیریدن و در خود
خوض نمود بر کس
لا محاله منکشف
شود نفس کلیه
کس اصل عالم
خلق است

Marfat.com

و عاملاً است در نفس کلیه را وجود نامند - و این معرفت را معرفت سر بیان وجود گویند -
و نفس ناطقه باعتبار صرافت خود از لواحق نسبه و تقوم خود به نفس کلیه سستی است به نفس -
و این فقیر را اگر نپندارند که اقوی اسباب حصول این معنی آنست که بعد از انکشاف و بیان نشانی اسرافیه
احاطه کند و بعد از آن ذکر تهلیل با ملاحظه لا موجود الا الله نماید -

و تفصیل مفهیم آنست که چون نفس ناطقه از لواحق غلیظه نسبه عراض کرده و لاحق میشود بملاء
اعلی و منطبع میگردد در آن صورت علیکه در طایفه اعلی مستقر اند پس حاصل میشود و معرفت ذات
واجب الوجود بوجهی که شامل جمیع کمالات و به باشد از ابداع و خلق و تدبیر و تدلی - اجمالاً -
بهذا در کلام مفهیم تشبیحات بسیار وارد میشود و مترجم به تشبیحات و حاصل میشود احکام
نوامیس الهیه و قضایای متجدده -

تشریح

دبوت از دو جانب تحقق می پذیرد - از جانب قابل که نفس ناطقه نبی است و شرط آن ازین جانب
حصول مقام مفهیم است - و از جانب فاعل که مبدء فیاض است، و شرط و ازین جانب تدبیر الهی
است از انذار و توبه و ارشاد و انبیا و رفع مظالم از ایشان - و آنچه بدین نامند -

و بعد وجود حضرت پیغامبر صلی الله علیه و سلم نبوت منقطع شد لیکن اجزای نبوت باقی ماند
از آن جهت که مفهیم منقطع نشد - و بطریق نیابت پیغامبر بعد از حضرت صلی الله علیه و سلم بخدیجه
و قیام به ارشاد و سلوک در رفع منکرات میتوان بود - و بحقیقت منشاء قیام مردمان با این امر همان
است که مقتضای بعثت رسول شده بود -

پس ازین جماعت آنکه ذکی است نشن می کند این ستر را و آنکه ذکی نیست آن ابرو دش
سنگ چوب از حائے بحائے پیگردانند تا آنکه کار مطلوب سرانجام دهند -

لیکن چون بسبب فوت مثالیه مقارن ظهور حضرت پیغامبر صلی الله علیه و سلم منتشر شدن
آن حقیقت نبوت به انجام رسید این همه انوار نبوت و اشباح و تائیل آن باشند -

و نفس ناطقه باعتبار انطباق ملاء اعلی در همه و محقق با ایشان معنی است بود انقدس قال الله
تعالی، ما کنت تدوی ما الکتاب ولا الایمان وکن جعلنا انواراً لهدی به من انشاء در فی قوایه
این عباس مثل نور المؤمن که مشکوفاً فیها معبایح -

که (تنبیه) در خط بعد از این عبارتی زائد موجود است - بقدریک نمی آید که یک پاره او کبر است بهماستی و پاره دیگر
حرف - و تکرار نصیب تاریخ مگر نبوت آن بطور غیر درین جا مناسبه افتاد، و الله المستعان
این فقیر را اگر نپندارند که اقوی اسباب تحصیل این معنی بعد از انکشاف و بیان نشانی پیدا کردن نسبت الهیه
است مندرج بالقرآن سینه بود حکام آن اکن را ذکر زبانی - و الله اعلم -
مشاهده آنرا و که مدتی که از قوت و دعوت نبیها ده اند که منشاء قلب است در نفس اصغر، حال آن نقطه است
از نفس کلیه که بازار ذات الهیه واقع شده - در بیان آن خلاصه از ابداع ملاء اعلی از انوار نبوت و اشباح و تائیل آن
(تنبیه نبوت منقطع)

در خط
پس ازین
تشریح
مشاهده
نشان
پیدا کردن
نسبت الهیه

Marfat.com

و اسعد ناس بولایت کبری اہل تجاذب انداز نفوس عالیہ۔ فاسعد ناس بولایت نبوت
اہل اصطلاح انداز نفوس عالیہ۔

و بعد ازین چوں ازیں جائزتی واقع شود در کمالات فردیت رود۔

و چوں آن امر وہی صرف اند بیان آن ماورین سالہ کہ مبنی بر لئے سلوک ارادی و تصدی است

و بچہ ندارد۔ شعر۔

آسودہ شبی باید و خوش ماہتا بے تا بانو حکایت کنم از سر با بے

و عمدہ در باب معرفت سیرای لطایف احوال مذکورہ اند۔ و واقعاً تے کہ ولایت بر طول

مذکورہ دارونہ آوان دمانند آن چنانکہ متاخرین صوفیہ میگویند۔

و آنکہ بعض سلف اخذات میکردند در آن کہ بر قبیل از روح است یا بعد از آن حق دلائل جا

آن است کہ سرور و مرج ہر دو ہم عنان اند مانند فرستی برہان پس بحسب بعضی استعدادات این سلیقت

میکنند و آن بر برکواراں ہی آید۔ و بحسب بعضی استعدادات بر عکس این صورت میگیرد۔

(د) جمع (۲۰)

این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ سلوک اہ خدا یعنی عالی دو قسم است۔ یک قسم آنکہ تکلیف شرعی

بدان قائم شدہ و ہوں است کہ تبلیغ آن بر علما، بالقد و بامرہ کہ در قشتہ الانبیاء ہستند فرض است

و ایشانرا بر کمان آن مراخذہ خواہد بود۔ و آل قسم ہمانست کہ قرآن مجید و سنت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بدان تصریح کردہ۔ پس ہر کہ بہ کتاب سنت عمل کردہ و وظائف ضرریہ التزام نمود و در اصل فطرت

(بعضی لوشا از ہنم ۵۹) شعثان و ضرر محیط و بے باشد یا بہ نزلہ مستعلی کہ ضواریہ قائم از دی ناشی بود

و خلاصہ ارادہ عبارت از اشعہ ہم ایشان است۔ بمنزلہ خطوطی کہ در وقت تقدیر بصراحت بصیرت می شود

پس گاہی کیفیت از کیفیات تجردہ، مثل عشق و محبت ہر گاہی مثل شوق در جاد مطلوبہ، بالواری عبادات و غیرہ

مستقر میشود۔ و ازاں جا خلاصہ آن کیفیت مرتقی میگردد۔ بہ نفس ناطقہ و از انجا راہ خطوط شامعی ہمت نفوذ میکند

بہ حظیرہ القدس و مستنار افکار و رضا و محبت ملائکہ اعلیٰ میشود۔ در سیران ہمت نفس ناطقہ بہ حظیرہ القدس در رسان طبعی

میشود یہ بحق بلا اعلیٰ ارادہ و تقاضا و حوادث ازین علی نوارد صفت جوش میزند۔ و میدہ آرزوی حوادث ہماں ارادہ است

و آن ارادہ بلا نیز سبب دیگر اند بعضی مستقر مثل کواکب و فلک و طبیعت کلیکہ مدبر شخص اگر است بعضی ظاہر علی

ادویہ ملا اعلیٰ او حوارتے کہ از سفلی مرتفع میشود۔ و درین موطن محور اشارات و بقدا و تسخیم واقع میشود

و ہمیں تجلی است کہ مرتبی ہی آدم خواہد شد در معاد۔ لیکن در صورتے کہ با ایشان ابطی ملکہ۔ و مستوجب

آن استعداد انسان کلی بدان نظر خصوصیت افراد شدہ است۔
و انبیاء علیہم السلام از ہمیں جاخبر مید ہند و حکم ہمیں مرطن بر ایشان غایب است۔ و کسے کلام ایشان را
نی نہیں تا این تجلی و اس خطہ نا اعاطہ کنند۔ و اللہ اعلم بحقیقتہ الامد۔
فاسعد ناس بولایت کبری اہل تجاذب انداز نفوس عالیہ الخ

طبع بر دو قابلیت نیست، لامحالہ ہے ازراہ ہائے اصحاب الیمن بہ حسب استعداد سے برے
یکشانید۔ وازیشان کہے نیست کہ اور ادو راہ دہند یا سہ راہ دہند و بجز صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے
و بسیکے خبر داده است کہ بہ یک عمل یا بسبب معینتی ناجی شدہ اند۔

دو خطبہ
۱۰۰۰
دو خطبہ
ناتہ
است

و قسم دیگر آنست کہ صاحب مزاج عالی لامحالہ بدایا ہتھی خواہد شد۔ و خدا تعالیٰ مستقل
سبب جماعت است۔ لابد تقریبی می ہاندازد کہ ضالہ حکیم "بوسے رساند۔

و تفصیل اس اجمال و شرح اس مقال آنکہ نفوس ناقصہ یعنی آنانکہ قوت ملکیت ایشان نہایت
ساقطیت است۔ خواہ قوت بہیمیہ ایشان قویہ باشد خواہ ضعیفہ انہا بل تجاؤب باشند یا از اہل صلاح
مالات مجیبہ دارند۔ اکثر اہل اللہ بدیشان التفات نکلند و ازیشان حسابے نگیرند۔ یا پار خدا یا اگر
متبحران از علمائے باللہ و شارع۔ علیہ من الصلوٰۃ الخیرا و من التحیات اہہا۔ چوں جہورا نام
ایشانند حال ایشان ایشتر از حال دیگران ملاحظہ فرمودہ از مقام ایشان خبر داده و بہ عوارض
طاریہ برایشان اعلام نمودہ

باکثر ایشان اصحاب الیمن ہند۔ و طبقات ایشان بسیار است۔ نمودہ ازیں باب بیان
کنیم تا غیر مذکورہ مذکورہ قیاس تو اں کردہ۔

(الف) طبقہ اولی آنست کہ مقلدان و تماثل سابقین باشند

بعض تماثل مفردین اند۔ و مفردین قوی باشند کہ مطمح نظر ایشان عالم غیب بود۔ و در
ضمن اذکار و در دل ایشان بدان جانب فحہ واسع کشا وہ گردو۔ و اس جماعت از اصحاب الیمن یکبارہ
ازیں معنی و بعض اوقات و در بعض اوقات کار بسبب شمول رحمت الہی یا بسبب نظر قبول برگزیدہ از یک پارہ
بگزیدگان حق بدست آدرند۔ باز مفقود گشت ہے آنکہ ہیئت مضادہ واضح گردو۔

سابقین
اصناف
ایشان
کذا
نیز
۱۳
صدیقین

و فرقہ ثانی صدیقین اند۔ صدیقین جماعت ہستند کہ مثیر انداز سائر مسلمین بشدت
انقیادین کمال رسوخ دلائل گویا پر نوسے از ملا علی بابا ایشان می افتد ازین جهت کمال رسوخ دارند۔
و اس فرقہ از اصحاب الیمن انقیاد تمام ہمارند اما چوں بنظر محقق نظر کردہ شود این انقیاد ناشی
از مجموع امرین است۔ یکی ایبان و دیگر اعتیاد بہ عمل بان ہیں و موافقت سلف خود و آنچه بدین باند
اما چوں اس پروردگار اصل جو ہر روح دے ہیئت امتزاجیہ پیدا کردند و وہی بر تفرقہ میان ہر دو قاعد
نیست ہیچ باک ندارد و چوں بمعاد میرند ہمہ انقیاد می یابند و بدان منتفع میگردند۔

و بعض تماثل شہدایا باشند و شہدا جماعت ہستند کہ غضب بر کافران و رضا از مومنین
و انکار منکرات و خیر علاء کلمتہ شدہ بر ایشان از دل انبیاء و ملا علی مترشح شدہ۔ و ایشان
بریں اعمال ملازم و مملوم اند۔

کذا
۱۴
شہد

۹۳
و این فرقه از اصحاب الیمین بانوعی از تعبد جمع کردند خنومت عیش و تقشف طبع درشل آن پس در غیر
یعنی ۱۲ نو

(ب) طبقه دیگر از اصحاب الیمین آن است که در طلب نسبت ادبیا را الله افتادند اما بسبب ضعف مزاج
قیامت و فن یا قلت یا سنت به کلی آن نسبت بدست ایشان تریفتا و در این پایه نسبت محل کردند
از ایشان فرقه هست که ضمن در و طرفی از نسبت اولییه ریافتند یعنی آنس و سرور

کذا دور
طیبه و رهو
نیز صحت

آن جناب - و بوجهی از دجوه مورد عنایت آنجناب شدن
و فرقه هست که در ملازمت زیارت بعضی قبور یا فاتحه خواندن و صدقه دادن بنام بزرگه به آن
بناست درست کرده است گو با اصول و فروع نسبت اولییه کما ینبغی مطلع نشده -

در مطروحه
آشنا میشود
۱۲ نو

و فرقه هست که به اشتغال و توجهات که مورث نسبت یا و داشت اند، مشغول شده و در ضمن
جمعیت خاطر بدست آورده - گو به آن نسبت مجرده آشنا نشده
و فرقه هست که به صحبت اهل یادداشت نشسته اند و بیکت صحبت ایشان علاوت مناجات
یا کرده اند - لا غیر -

در مطروحه
آشنا میشود
۱۲ نو

و فرقه هست که عشق ایشان بواسطه شعائر الله با محبوبی از بویان قد است مثل قرآن
عظیم یا کعبه حسنه پس بشوق و محبت تلاوت آن می کنند و تعظیم بجای آرند و طواف می نمایند یا بوی از غیر حسنی
بیار الله محبتی خاص پیدا کرده اند - و در آن فانی شده اند -

و فرقه نسبت ترجید را قصد کرده اند لیکن بحقیقت آن نرسیده اند بلکه بعلم توحید فی الجمله دست
ده اند، با استقامت فکر و تراست اعتقاد -

(ج) طبقه سوم از اصحاب الیمین آنانند که ساوک ایشان تصدی نیست بلکه طبعی است مثل آنکه شخصی
سلمان بود و ارکان اسلام بجای آورد و با احسان هیچ نوع متوجه نبود و مزاج وی لغایت شدید بود -
ریس میان جوارض شده بود مثل مرضی صعب مزمن مبتلا شده - و رننه مرتبه بایه از ملکوت مسافل برده
غشوع گشت یا استعداد بدتش آمد در میان آن امراض و اوقات عجیبه بد با فقر شدید ذلت تمام
بمصیبت نقد اولاد و عثائر مبتلی ساخته تدبیر آذلا جزع و فرزع از وی ظاهر شد چون سچ زنجیر ندید
جانپه آیتالی تصرع کرد و از دنیا و اهل دنیا فی الجمله نفرت پیدا نمود -

(د) طبقه چهارم آنست که شوق ثلثه و بسبب ضعف جبلت یکی با دیگری کما ینبغی مرتب نیست
پس یک شجبه بنوعی از کمال خود منصف شد و شجبه دیگر بسیار جسته خود است - یا به طرفی از صفات
مضاده موصوف است مثلا عفت طبع دارد و عقل کامل ندارد - یا محبت خدا دارد و از اعمال شهوت
تردیک حضور سلطان آن باز نمی ایستد -

ازین قبیل است آنچه در حدیث آمده که در حق شارب محمد حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم

فرمودہ اند۔ الا تری انہ یحب الله ورسوله۔ پس دل سے بہ محبت متصف ہوو و نفس سے۔
اناسکی بازی ایساوہ سبب ضعف جبلت و رکاکت توام نفس۔

بلکہ ازین طبقہ تو مجھے ہستند کہ یک نمونہ ایشان بہ صفت از صفات مطلوب بصفتہ از صفات
نامناسبہ ہر دو متصف است۔ یا عقل سے در چیزی تاثیر میکند۔ و در چیز دیگر اورا تاثیر نہ
مومن است و مصدق و نائب۔ و در اعراض لحمیہ و نفس شوارب اس تصدیق اثر نمی کند بسبب آنکہ
خوگر نشدہ است یا ترہیبات آن بوجہ کہ تہی شبہ ہاں متطرق نشود۔ ہرے زریہ است
یا یہ نزدیک سے کہے از مقبولان ہاں ہمیشہ متصف بود۔ علی ہذا القیاس۔

باجملہ اقسام صحب الہین بسیار اند۔ این جماعت از اعوجاج نفس خلاص یافتہ اند۔
از نجات را مستعد شدہ اند۔ و ہر فرقہ از ایشان نسبتے وارد خاص و ہر نسبتے صورتے وارد
کہ در مطروحات
کہ ہر فرقہ ہاں اکمل ہنوران است۔ و صورتے وارد دون آل۔

و صاحب صورت کاملہ مستی است بہ قطب آن نسبت۔ و احوال و آثار اقطاب ہاں
بعض عارفین معنون میکنند آن نسبت را بہ آیتے کہ دلالت میکند بر مشہد آن نسبت
قطب را ہاں آیت منسوب کنند مثل شیخ محی الدین محمد بن العربی در کتابت حات۔ این لسان تسامح
و گاہے معنون کنند بہ آن نبی کہ از وہے آثاراں نسبت بسیار صادر شد۔ و آن قطب
ہاں نبی منسوب کنند۔ و این نیز لسان تسامح است۔ و مکمل و جمعہ ہوں لیما۔

(۲۱) جمع (۵)

باید دانست کہ این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ خوارق عادات و رخصتات خویش امور ہاں
ہاں معنی کہ سنتہ اللہ جاری شدہ کہ چون نفس ناطقہ۔ کسباً و جبلتہ۔ بہ ترتیب رسد۔ اورا امور
منگشتن شوند یا دعائی او مستجاب شود۔ و علی ہذا القیاس ہر چنانکہ سنتہ اللہ جاری شدہ کہ چون کسی
خورد اثر زہر از وہے مندرج میگردد۔ یا گوشتہ و سن تناول کند قوی تر شود۔ علی ہذا القیاس
لیکن چون مخالف عادت مالوفہ است اورا خارق عادت گویند۔
و نیز آگاہانیدہ اند کہ ہر نوع از خوارق کہے است۔ کہ چون بہ آل کسب تسک نمایند
خارق از وہے صادر شود۔

پارہ ازین قسم بطریق وجدان معلوم شد و پارہ بہ حدس چون بہ اصحاب
صحبت داشته باشد۔ و در قرآن مختصہ تا تل بلیغ بکار آید۔
پس از جملہ خوارق انکشاف حوادث مستقبلہ است۔

و این چند طریق مییافتند گاهی در منام حادثه متمثل میشود و ازاں جا بحقیقت این کار
مطلق می گردد به تعبیر و تاویل یا بغیر آن

و گاهی در نقطه بحضور و در چیز متمثل میشود و زود محو گردد.

و گاهی در حالت میان نقطه و منام و گاهی در قوت و اهمیت صورت آن حادثه متمثل میشود
بغیر آنکه شکلی و لونی باشد چنانکه صورت محبت کسی یا صورت غضب کسی در واهمه پیدا میشود.

و گاهی صورت با تف از خارج شنیده میشود.

و سبب این امور و امثال این امر آن است که در طلاء اعلی متمثل میشود و این حادثه و ازاں جا
ملائکة سافلہ گاهی تلقی میکنند و نفس ناطقه این شخص در وقت از ادقات از عالم هیمی خلاص میشود و بیجه
از وجوه و بدن عالم متوجه میگردد و در رنگ آنکه روح آمیخته با از جانبین باز گرداند و موی آسمان کنند
و در این وقت دو چیز لازم است - در ظهور آن واقع.

یکی آنکه آن حادثه را من بین الحوادث به نسبت این نفس امتیاز نماید با فاشد که رجحان به مرجع
در کارخانه حکیم مطلق نمیتواند شد

و این از جهات بسیار متحقق میشود.

یکی از جهات این نفس که مشتاق معرفت این حادثه باشد

و مراد ما این جامع است از اشتیاق کاین و بارز مثلاً فقیر مشتاق است به غنا اگرچه
بافضل صورت آن اشتیاق در خاطرش متمثل نباشد.

و دیگر از جهات ملائکه که خواه نخواه او را این سوره بشناسد برائے تدبیر که خدا بیخالی خواهد
است، نجات از هلاک و غیر آن.

و سه دیگر خصوصیت و ماں حادثه مثلاً نفس شخصی مناسب تدبیرات کلیه افتاده است بجای
را آن تدبیرات می آموزند و شخصی دیگر مناسب حادثه جزئی افتاده است علی هذا القیاس.
یا آنکه حادثه مرتبه متاخر شده است و حظیره القدس کدر رنگ آفتاب شعاع آن در جمیع
نفوس می افتد.

پس فی الجمله چون این نفس الفلوات از امر بهیئت متحقق شد چشم بصیرتش بکشا و لا محاله
بر آن حادثه افتاد.

و آن در حوادث عظام مییافتد که اکثر اهل کشف از کشف آنها خالی نباشند و بوجه من الوجوه
و مگر آنکه خصوص آن واقع بدان صورت و کیفیت نیز ناشی از اسباب خفیه است بقیاس آنچه گفتیم که در حدیث
از جهت این نفس یا از جهت این ملائکه یا از جهت حادثه

وہیں قسم الغلات اس نفس دریں ساعت نیز مسبب اسب باسباب خفیہ۔
 درین کتاب اس قسم خرق آنت کہ اس شخص بعد از آنکہ طرفے از بے نشانی شناختہ باشد
 در احسن احوال خود باشد نہ جائع نہ شیوان و نہ متفکر و نہ مشتوش۔ و طاہر باشد۔ و رین ذنوب نیز
 اور از سمت کزیریں مزوج گردد و بجانب حظیرة القدس رہد آنکہ عظام بچہد بہت۔ و گاہ گاہ انتظار
 کشف آن اتو نیز بخاطر گذارند ازین جا در زمانے اندک یا بسیار کشف آن واقوہ میسرش میشود۔

و کی از اسباب جوارق سر بان نرت و احدہ است در شخص اکبر۔
 تفصیل این احوال آنکہ کہ نزدیک با محقق شدہ است کہ عالم علوی و سعی ہمہ یک شخص است
 نفس کلید نفس اوست و جب کل کہ عبارت از دعوت و بار است بسند او۔ در جمیع احوال و اعراض
 و تدبیر و حدانی محفوظ و محفوظ است۔ مثل تدبیر تمسبہ و تغذیہ در جسد شخص از نبات و حیوان۔ و
 باین اعتبار بعض اعضاے دی محرک بعض می تواند شد۔

بعد از آن چہ منزل شد بآب تدبیر متوج گشت معظم آن ذارہ در طلاء اعلیٰ و
 طلاء سفلی جوش زده در حوادث موالید خاصاً افراد انسانی و حدیثی دیگر نیز پیدا شدہ دریں مرتبہ تو تے از
 جانب اسفل صعود میکند بظہیرة القدس می پیوند و بہ نحوے از آنجا تصرف تمیما ید۔ و تو تے دیگر از آن
 حظیرة القدس باطن میشود و در عالم موالید خصوصاً افراد انسان تاثیر میفرماید و نفوس انسان
 مغلوب و مقهور اس وقت میشوند

خطیبی
 بیان کوفت لفظ
 زائد نہیں مطرود
 من لفظ زائد
 جو نسخ شدہ ہے
 شاید فرارہ در حد
 یا ذارہ صفت ہو
 یا اللہ اعلم دیور
 انورہ

نہ پیداوی کہ حظیرة القدس از بنی آدم بمسافت دور است۔ یا بجهت علو غیراں واقع است
 بلکہ لغات میان ہر دو مرتبہ مکانیت است۔ و نسبت ہے بہما چہ نسبت روح مجرد است بہ جسد
 مصرعہ
 چو جاں اندرتن و تن جاں ندیدہ
 از نیواست کہ اہل ارض چوں چیل عجمیہ از طلبہات و غیراں تسکامی نمایند یا بویجہ
 از وجوہ ہم خود را بجاں خطیرہ میرسانند۔ مثل اجتماع قوم در نماز استسقا و طلب نزول رحمت
 در عرفات در نظام عالم تاثیرے میکنند۔

آنکہ بدانکہ حظیرة القدس عبارت است از مدارک بلا اعلیٰ یا چہیزے دیگر قریب آن ہ قرۃ العینین از امام
 ولی اللہ ص ۲۵۶۔ النفس الکلیتہ مرآة تنطبع فیہا صورتہ مبدی المبادی و ادل و صور جمیع الاستعدادات
 الکنیۃ بحسب المصلحتہ الکلیہ۔ قصورۃ مبدی المبادی بمنزلۃ القلب الموجود الیکل و ہوا المتصرف فی جمیع اعضا
 و اطرافہ۔ و ہمہ الملئکتہ و ارواح الیکل تحتف بہ نفسی تلک الحفرۃ خطیرۃ القدس ہ تفصیلات الیہ
 خطیبہ حظیرة القدس موطن غیبین فیہ ہم الملأ الاعلیٰ فی سطح من عالم المثال ہ تفصیلات منہ خطیبہ
 ۱۲ محمد نور الحق العلوی غفرلہ۔ شکرہ کذا، در خطیبہ تارو۔ بعد اہل غرض ۱۲ نور۔

و ایں قبیل است ہمت گماشتن۔

پس چون مرد قوی العزم کہ مناسبے وارد بقوت متصرف جسد و کسباً بکار کے متوجہ شود
و ایں عزمیت بقلب حظیرۃ القدس سداً و انجا یہی ہے از وجوہ تاثیر کند تا محالہ در عالم ناسوت بقدر
ایں ہمت و اسباب منقذہ انروے ظہور نماید۔

و مثل تصرف ایں قوائی سفلیانیہ در حظیرۃ القدس مثل تصرف خاطر است کہ امراہ قوائی
ادراکیہ یا آمدہ بعزم قلب میرسد و انجا تاثیر میکند۔ یا مثل مائل گردانیدن منی است دل و حواس
یہ سوائے امور مناسبہ بقضائے شہوت۔

و از ہمیں جا است تشکل ملائکہ و جن و بعض نفوس مفارقة یا تشکل مختلفہ
پس ایں جماعت محتاج میشود بہ تشکلے از اشکال و خود را بہ جہد ہمت متشکل یہاں تشکل
تصور مینمایند۔ پس فتح می کند تصور ایشان بابے از ابواب مثال بتوسط قوت مودعہ و حظیرۃ القدس
پس برکت وادہ میشود و رال تصور پس اچنانا صورتی متحقق شود کہ جس مشترک مزمان مخلوق
ایں ہدیت نفسانیہ وے شدہ صورت مطلوبہ را ادراک می نمایند۔

کتاب و خط
ناید ۱۲۱۰

و مثل ایں طباع مثل سیلان الہام است از قلب ملائکہ یا وسادس از قلب شیاطین بقلوب بنی آدم
و مثل صورت بستن ایں شکل جس مشترک ایشان مثل صورت بستن اثرہ یا خط است از حرکت

شعاع جوالہ۔

دلہذا کمال ادراک آن در اوقات ذہول نفس از خارج باشد۔

و مردمان در ادراک آن بحسب استعدادات خویش مختلف باشند از حاضران مجلس کے

آں را می بینند۔ و کسی نمی بیند۔ و کسی بوجہ سے بیند وین وجہ۔

و امیانا و عنصرا اول کہ مشترک است در عناصر را بہ۔ و ازین عناصر فی الجملہ قوی تراست عنصرا اول

در روحانیت۔ و ایں عناصر مثل موالیہ اند بہ نسبت آں۔ و امتناع خلا، و انقطاع قارورہ محصوہ و صمد

غیر ان حقیقت انزہمان است۔ و ہمانا فلا سفہ مشائین ہولائے عنصری میگویند از صورت منطرح شود

پس نفس از نفوس مقدسہ کہ در ایں ساعت جارحانہ جارح تصدیب اول افتادہ بہ ہمت

متوجہ یک چیز شود و صورت مطلوبہ را انجا تصور نماید۔ و قوی غیر متناہیہ از مقام تدبیر و مقام مثال

و مقام حظیرۃ القدس انجا نزول فرماید و ایں ہمہ سبب حدیث صورتی گردید از غیر تاثیر عناصر

مثل تار حضرت موسی و طلوع جبریل در وقت سوال از اسلام و ایمان و احسان۔

و ایں نا دراست، و اول کثیر الوقوع۔

از فروع ہمیں مقدمات است آنچہ از صوفیہ دیدہ میشود از تصرف در خلق۔ بہ افاضہ توبہ

برعاصی یا تغیر دل کے۔ یا افاضہ واقعہ در مدیکہ کے۔ یا افاضہ یعنی از نسبت یا رفع مرض مانند آن کا
و دیگر از اسباب مغز خوارق فیضان برکت است۔ و حقیقت برکت آن است کہ ملاء علی و ملاء اسفل

حقیقت
برکت

متوجه شوند یعنی شخصی برکت بدو دعا کنند۔ و قوت از نفوس انیساں بنفس این شخص متصل
شود۔ و دوسے را در گیرد۔ و بویے متزوج گردد۔ پس اثر این امام و افضا بسط باشد در سبب از اسباب
طبیعیہ پس ظاہر شود آنجا نفعی کہ در نظر آید و دوسے نبود

در بطور
اسم
در نظر
آید

مثلاً طبیعت انسانی مقتضی آنست کہ نزدیک اشتغال دے بدفع مرض یا عود ضحالت و خوف
و حیثت احساس جوع نہ کند، و تحلیل اجزائے بدن نہ نماید۔ تا مدت معروف المقدار۔

پس چون برکات ملکیت بر این نفس نازل شوند و کمال را مصادفت کنند این استعداد از طبیعت
بدن زائد از حدت معروف القدر زیادتی بتین زندہ ماند و نتیجہ ضررے بدن دے اعراض نشود۔

و اسم
نور

و گاہے شرکے نزل برکات آن جا ذکر اسم صمد و قدوس و سبحان گردد۔
و گاہے شرکے آن تو جہ خاص باشد از توجہات۔

طبیعت انسانی مقتضی آنست کہ نزدیک انبساط وی بطنے و سہرے معلوم المقدار از دے در
و در وقت انقباض نصف و ثلث آن تواند کرد۔ و اگر تکلف کند نہایت متضرر شود۔
پس چون برکات ملکیت بر این نفس نازل شوند و آن مصادفت کنند این استعداد۔ انگاہ بطنے و

در بطور
گردد

سہرے خارج از عادت بنی نوع بظہور آید و در مجاری عادت نفس دکیہ از نفوس انسان انتقال میکند
از چیزے پیزیے بعلاقہ از دم عقلی یا عادی۔ و از خلقت ظاہرہ براخلاق باطنہ استدلال کند۔ و از
ہیبت دہان و چشم و غیر آن مخطرات کامنہ پے برود۔

و سہر نفسے را در این امور حدے است معلوم
و چون برکات ملکیت بر اعصاب کنند و این استعداد را مصادفت نماید۔ فراسات جمعیہ و
انتقالات غریبہ بظہور آید۔ و اشرف و بعضے انواع کشف ازینجا پیدا شود۔

در خط
استعداد
نہ

و در ہر نفسے صورت اعتقادی متغیر است۔ و گاہے متوجہ بشود و بدل اعتقاد۔ پس در نظر دے صورت
می بندد و متغیر میشود و گاہے بہادرت میکند یعنی آن تخلف و آن الباسی از صورت و اشکال پیدا
و بسا است کہ برکات ملکیت نازل شوند در وقتیکہ نفس مستعد این است پس تجلیات جمعیہ در ویائے صاف
بہ ظہور رسند۔

و در ذیل این کلمات باید آنست کہ متاخران ہر طائفہ برائے گرمی بازار چیز ہا با نسبت خود خلط
کرده اند۔ برائے اظهار خوارق بتل ہمت گماشتن۔ و دعوت اسما کردن و غیر آن۔
و بعضی منشیخان بریں زیادت کردند تمسک بعض طلسمات و تیر سجات و رمل و جفرو جہ آن

و در بعضی تدبیرات غیبیہ نیز تاثیر میکنند پس جریان آنها بحسب صلاح این مرد باشد و این نیز بحقیقت داخل است در مصاحت کلیہ کمالا بخیفی۔

پس مرد قوی السعاده اگر از اولیا و صالحین است و نسبت انوار سکینه کسب کرده است یا نسبت یادداشت ہم رسانیده۔ در هر محلی که در آید همه مردمان او را خاضع و خاشع باشند باعتقاد کمال و چون سخن گوید موافق گردانید شود سخن او را بخطر کسی از اهل مجلس پس در اشراف و کلام بر خواطر و بسا بود که شخصی را اہلکہ پیش آید و مصاحت کلیہ مقتضی نجات و نسبت پس صورت این شخص اورا بنمایند و نجات از اہلکہ باں صورت مستند گردانند۔ بوجہ از وجوہ۔

و بسا بود که نفس مستعد الہام اندازد بشارت است بکوارث مستقبلہ پس این شخص در خواب وی بنماید۔ اندازد بشارت را بوجہ مستند سازند۔ و فی الحقیقت این شخص اقبالیت افاضہ الہامی در ضمن اشباح و صور بودہ است۔ بوجہ از وجوہ ممکنہ لیکن این صورت بہ سبب ششعشعان نقطہ بخت دروے۔ یا بسبب سبق معرفت و اعتقاد بہ او یا بہ سبب اشتہار آن شخص باین قسم کرامات بسبب اعتقاد و رفعت صیبت او در ملاء اعلیٰ و امثال این اسباب صورت این شخص با قرب صورت آمد۔ در ضمن این کلمات میباید دانست کہ تا اہل حق زمانہ در سیر است اندازد و متبشیر و خوارق عظمہ ہر وقت لیکن تا نوبت محوس بود این امور بہ کواکب مستند می شدند و چون نوبت حقیقیان رسید بارزاج مستند شدند باز در سہرلت ارجح و بگر عنوان این ستر آمدند۔

و اگر اس مرد از اولیا و صالحین نیست۔ بلکہ بادشاہ است یا امیر است یا وزیر است این بخت در معارف و مشاہدہ و مصرف میگردد پس بہر روز فتوحی تازه و برکات بے اندازہ در عساکر و اہل و مال جاہ وے ظاہر میشود و چند آنکہ مرم۔ اہج شک نہاند کہ وے امتیازی و اختصاصی ہست نسبت سایر جاہ و گاہے این نقطہ در اں مرتبہ نیست از ششعشعان و براقیت کہ بغیر موبدے ہمہ تاثیرات از وے صادر میشوند۔ پس این شخص متمسک میشود بوجہ بعضی از اسماء الہیہ کہ از حروف مستعلیہ مرکب است تا بوجہ از وجوہ صورت متالیہ آنها کار بخت میکنند۔

یا بریا ضائے و توجہائے مشغول شود کہ ہمیں فائدہ دہد۔

یا بعضی طلسمات و خدرات را حمل مے نماید۔

پس این نقطہ آنگاہ ششعشعائے پیدا میکند۔ بعد ظلمت آن صفائی بعد کدورت آل۔

و گاہے بعد موت این شخص معنی از معانی بخت ظہور بینماید۔

و گاہے در بعضی اشیاء جادویہ سید پیدا میشود کہ در ناس رفعت شان وی متحقق گردد و

دائیں بسیل است تبرکات کہ در مقام عطا شوند۔

و بالجملة بسيا کے از آثار اس نقطہ نورانیہ صادر میشوند و مردمان بیدارند کہ اس خرق
 عادت است و اثر کمال ایشان است و نے الحقیقت یا محض یا اثر بخت است یا اثر بخت و نسبت ہر دو
 بعد از ان سال نقطہ حوض کرد کہ اصل آن حسیت بسبب قریب کس قوای فلکیہ یاقت خصوصاً
 نے کہ منبع آن شمس است و نسبت بعید آن نقطہ تاثر یہ کہ مرکز جبروت است و شرح آن طویلے دارد۔
 و انہ میں با حال کسی کہ کم بخت است قیاس باید کرد۔

بیلہ ناظرانی
 نولہ بارانا
 مشاہد و نمود
 آمد الخ
 نور الحق

و چون در کارخانہ حکیم مطلق مجازت نیست اگر این شخص محبوب است در الہام ممکنند عرض
 دنیا و نفرت از صحبت باس انہا و خوارق و غیبت و در محمول میدہند چون نحو و متوجہ شود در نفس
 نقطہ او کہ لطیفہ نورانیہ است مخلوے می یابد و اس خلوا در راہی میدہاید بسوئے معارف سلیبیہ و تشنہ بہیہ
 و گاہے ہمیں خلوسیب ایشان ذات بر صفات کرد۔

محلہ جزوات
 ۱۲

و در ضمن اس کلمات می باید دانست کہ ذوق عظیم است در میان طلسمات و خیزرات و رتی
 غیر میان آن انظمہ آورده اند و در ان دعویہ و اسما کا انبیا تعلیم فرمودہ اند کہ مقصود اولی از
 سادہ تاثیر است در قوای منبثہ درین عالم و مقصود اولی از باب ثانی توجیہ ملاء اعلی است و
 محنت ناشیہ از عطیہ القدس بلین شخص۔ تا اس توجہ و رحمت کار سازی او کند۔ واللہ اعلم۔

اِخْتِتام

الحمد لله والمنته کہ کتاب ہمعات با ختام رسید۔ و بشرطیکہ در سبب کلام بدان اشارت
 فتہ بود۔ از عدم خلط علوم و جدانیہ بفکر و نقل۔ بوقا انجامید۔ و کان فلک فی جادی الاخر
 سنۃ ثمان واربعین و مائتۃ و الف

خطیبی از صف
 المنظم سنۃ
 اربعین و مائتین
 من مائتۃ و الف
 من مائتۃ و الف
 من مائتۃ و الف
 من مائتۃ و الف

و آخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمین

خاتمہ سخن

بحمد اللہ کتاب ہمعات کی نقل ختم ہوئی نسخہ خطیبہ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں سے۔ سید فرار علی
 سند علی گئے محرم الحرام سنہ ۱۳۰۱ھ میں ختم کیا۔ بعد محرف و نسخ شدہ تھا نسخہ مطبوعہ گواہی کسی قدر بہتر تھا۔
 غروہ بھی باوجود نا درالوجود ہونے کے اغلاط سے پر تھا اور تو اور کئی مقامات پر عبارات رہی تھیں۔
 ان پر دو نسخوں کو ملا کر میں نے ایک ایسا نسخہ مرتب کیا۔ جو باعتبار مجموعی ہر دو سے بدرجہا بہتر ہے۔ گو
 اغلاط بعض مقامات پر ہو گئے ہیں۔ مگر بجز اللہ کہ نسخہ مستقیم بہا ہے۔ والحمد لله علی ذالک۔ لقد جاءني
 رسول ربنا بالحق وانا العبد الالقاء المذنب

محمد نور الحق۔ العلوی۔ نزیل۔ ناچپورہ۔ متصل مصری شاہ۔ لاہور
 ۱۳ اگست ۱۹۲۱ء

(بقیہ دیباچہ)

اثر پڑتا ہے اور ایک قوت دوسری قوت سے کس طرح پھوٹ کر نکلتی ہے اس کا بیان آپ نے "الطاف القداس" میں کیا ہے۔

راہ سلوک کے جو بڑے سالک گزرے ہیں ان میں سے ابتدائی دور میں حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی (رحمہما اللہ تعالیٰ) ہیں اور آخری دور میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ معین الدین چشتی اور حضرت بہاؤ الدین نقشبندی (رحمہم اللہ تعالیٰ) بہت بڑے بزرگ ہیں۔ انہوں نے سلوک کس طرح مرتب کیا اور اور ان کی صحبت سے کامل کس طرح پیدا ہوئے؟ یہ تاریخ حکمت کا ایک مستقل باب ہے جسے حضرت امام الائمہ امام ولی اللہ نے زیر نظر رسالہ "شمعات" میں ضبط فرمایا ہے۔ اسے تصوف کا فلسفہ تاریخ سمجھنا چاہئے۔

آگے انسانیت اس فکر کو عقلی درجے پر کس طرح قبول کرے گی؟ پُرانے یونانی اور ہندی حکماء انسانیت کے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے؟ وہ اپنے خیالات کو انسان کے عام معارف کے ساتھ کس حد تک موافق بنا سکے اور ایک حکیم ان کو تسلیم کرے اپنے سلوک کو کس طرح معقول طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کے لئے آپ نے "شمعات" کی حضرت امام الائمہ کے پوتے مولانا اسماعیل شہید نے آپ کے ان رسالوں کی تمہید "العبقات" کے نام سے لکھی۔

اگر ان پانچوں رسالوں کو تھوڑی سی محنت کر کے غور سے پڑھ لیا جائے تو امام ولی اللہ کا سکھایا ہوا طریق سلوک اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

حکمت ولی اللہی میں یہ رسالے ابتدائی قاعدوں (PRIMERS) طور پر پڑھائے جاتے ہیں اس کے بعد امام ولی اللہ کی حکمت کی تعلیم شہد کی جاتی ہے۔

عبید اللہ السندھی

مدرسہ قاسم العلوم لاہور: ۷ اپریل ۱۹۴۲ء



قرآنی دستور انقلاب اسلامی

یعنی

سورہ مزل اور سورہ مدثر کی حکیمانہ تفسیر

(اردو) اور (سندھی میں)

حجۃ الاسلام، امام الائمہ، امام ولی اللہ محدث دہلوی اس دور کو جو ان کی
مجددیت سے شروع ہوتا ہے، دورہ حکمت قرار دیتے ہیں۔ اس زمانے میں
حکمت ولی اللہی کے بہترین شارح حضرت مولانا عبید اللہ سندھی تھے۔
یہ اردو تفسیر و حقیقت حضرت مولانا ہی کے افکار کی مظہر ہے اور ان کی نگرازی میں مرتب
ہوئی ہے، جس کی شہادت خود حضرت مولانا کے بیان میں ملتی ہے جو اس تفسیر کے
آغاز میں درج ہے۔

اس تفسیر میں دکھایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم انقلابی ہے اور اس کی
انقلاب انگیزی نے جس طرح قیصر اور کسری کے ظالمانہ سرمایہ پرستانہ نظاموں کو
برباد کیا اسی طرح یہ ہر زمانے میں وہی اثر دکھا سکتی ہے۔ اسی سلسلے میں قرآنی
انقلاب کے وہ اصول بھی پیش کئے گئے ہیں، جو ان سورتوں میں آئے ہیں۔
ہندوستان کے مسلمانوں پر اس وقت جو جمود اور ارتجاع (ری ایکشن)
طاری ہے۔ اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ مسلمان اپنی ذہنیت انقلابی
بنائیں۔ جس کے لئے اس انقلابی سلسلہ تفسیر کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔
یہ بات آپ کو اور کسی تفسیر میں کم ملے گی۔

جمد و سو صفحات سے زیادہ۔ قیمت چھ

ملنے کے آیتہ:

بی بی محبت، لاہور